ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
34
www.tanzeem.org
3تا9رمضان المبارک1430ھ/25تا31اگست2009ء

رضائے الٰہی کا راستہ

قرآن میں ارشاد ہوا ہے:
﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ﴾ (آل عمران:92)
یعنی ''نیکی کا مرتبہ تم کو نہیں مل سکتا جب تک کہ تم وہ سب چیزیں خدا کے لیے قربان نہ کردو جو تم کو عزیز ہیں۔''

بس یہی آیت اسلام اور ایمان کی جان ہے۔ اسلام کی اصل شان یہی ہے کہ جو چیزیں تم کو عزیز ہیں، ان کو خدا کی خاطر قربان کردو۔ زندگی کے سارے معاملات میں تم دیکھتے ہو کہ خدا کا حکم ایک طرف بلاتا ہے اور نفس کی خواہشات دوسری طرف بلاتی ہیں۔ خدا ایک کام کا حکم دیتا ہے، نفس کہتا ہے کہ اس میں تو تکلیف ہے یا نقصان۔ خدا ایک بات سے منع کرتا ہے، نفس کہتا ہے کہ یہ تو بڑی مزے دار چیز ہے یا بڑے فائدے کی چیز ہے۔ ایک طرف خدا کی خوشنودی ہوتی ہے اور دوسری طرف ایک دنیا کی دنیا کھڑی ہوتی ہے۔ غرض زندگی میں ہر ہر قدم پر انسان کو دو راستے ملتے ہیں: ایک راستہ اسلام کا ہے اور دوسرا کفر و نفاق کا۔ جس نے دنیا کی ہر چیز کو ٹھکرا کر خدا کے حکم کے آگے سر جھکا دیا، اس نے اسلام کا راستہ اختیار کیا، اور جس نے خدا کے حکم کو چھوڑ کر اپنے دل کی یا دنیا کی خوشی پوری کی، اس نے کفر یا نفاق کا راستہ اختیار کیا۔

ایمان کی کسوٹی
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اس شمارے میں

کرنے کا اصل کام
نجات اُخروی کی شرائط
ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا
ہماری آزادی؟
کیتھولکس اور ایونجلسٹس کا اتحاد
سانحہ گوجرہ: حقائق کیا ہیں؟
برطانیہ میں شرعی عدالتیں
رمضان المبارک کی برکات (نظم)
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (386)

سورۃ الاعراف

(آیات:165،166)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَىِٕيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۝۱۶۵ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِىِٕيْنَ۝۱۶۶﴾

’’جب اُنہوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا جن کی اُن کو نصیحت کی گئی تھی تو جو لوگ بُرائی سے منع کرتے تھے، اُن کو ہم نے نجات دی اور جو ظلم کرتے تھے اُن کو بُرے عذاب میں پکڑ لیا کہ نافرمانی کیے جاتے تھے۔ غرض جن اعمال (بد) سے اُن کو منع کیا گیا تھا جب وہ اُن (پر اصرار اور ہمارے حکم) سے گردن کشی کرنے لگے تو ہم نے اُن کو حکم دیا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ۔‘‘

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ واقعہ سبت کے ضمن میں قوم تین گروہوں میں بٹ گئی تھی۔ ایک گروہ کے بارے میں صراحت کے ساتھ آ گیا کہ اُنہیں عذاب سے بچا لیا گیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو جرم سے باز بھی رکھتے رہے اور خود بھی جرم میں حصہ نہ لیا۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو جرم کا ارتکاب کر رہا تھا اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت کا کوئی اثر قبول نہیں کر رہا تھا۔ ایسے لوگ عذاب میں مبتلا ہوئے اور اُن کی صورتیں تبدیل کر دی گئیں۔ تیسرا اور درمیانی گروہ جس کا یہاں ذکر نہیں آیا، اُن لوگوں کا تھا جو اگرچہ خود تو جرم نہیں کر رہے تھے مگر مجرموں کو روک بھی نہیں رہے تھے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں یہاں سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ اس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ جو لوگ خود گناہ سے اجتناب کرتے رہیں، اگرچہ دوسرے مجرموں کو نہ بھی روکیں تو وہ دنیا کے عذاب سے بچا لئے جائیں گے۔ سورۃ المائدہ کی آیت 105 میں بھی اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے، یعنی ﴿عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ اس آیت کے حوالے سے بھی بعض لوگوں کو غلط فہمی ہو گئی تھی جسے دور کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خطبہ ارشاد فرمانا پڑا۔ آپؓ نے فرمایا، لوگو: تم اس آیت سے بالکل غلط نتیجہ نکال رہے ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دعوت و تبلیغ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تمہاری ذمہ داری نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ پورے طور سے ادا کر لو، اس کے بعد بھی اگر کچھ لوگ کفر اور گناہ پر اڑے رہیں تو پھر تم پر کوئی وبال نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ خود برائی نہیں کرتے، مگر جب اُن کے سامنے گناہ کے کام ہوتے ہیں اور وہ مقدور بھر اُن کو روکتے بھی نہیں تو وہ مجرم ہیں، کیونکہ نہی عن المنکر فرض ہے اور اس کو نظر انداز کرنے والا خود گناہگار ہے۔ اس معاملے میں ایک حدیث قدسی ہے جو اس طرح کے مغالطے کو دور کر دیتی ہے۔ یہ حدیث مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اُن خطبات جمعہ میں شامل کی ہے جو انہوں نے مرتب کیے تھے۔ حدیث قدسی اس طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں فلاں شہروں کو اُن کے مکینوں سمیت الٹ دو۔ اس پر جبریلؑ نے عرض کی: اے پروردگار، اس میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے، جس نے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی معصیت میں نہیں گزاری (تو کیا اس پر بھی الٹ دوں؟)۔ اللہ نے فرمایا: بستی کو پہلے اس پر الٹو اور پھر دوسروں پر۔ اس لئے کہ میری غیرت کی وجہ سے اس کے چہرے کا رنگ کبھی تبدیل نہیں ہوا۔ (اس کے سامنے شریعت کی دھجیاں بکھرتی رہیں، اللہ کے احکام کا مذاق اڑایا جاتا رہا مگر یہ ذکر و اذکار اور مراقبوں میں لگا رہا۔ چنانچہ یہ دوسروں سے بڑھ کر مجرم ہے۔ پہلے اس پر بستی الٹو، پھر دوسروں پر)۔ یہی مضمون سورۃ الانفال میں اس طرح ہے کہ جب اس دنیا میں کسی قوم کے اندر بحیثیت مجموعی منکرات پھیل جائیں اور اللہ کا عذاب آ جائے تو وہ صرف گناہ گاروں تک محدود نہیں رہتا، بلکہ بستی کے وہ لوگ بھی اُس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں جو نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کرتے اور صرف وہ بچتے ہیں جو نیکوکار ہوتے ہیں اور برائیوں کو روکنے کی بھی پوری قوت کے ساتھ کوشش کرتے ہیں۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے: ’’حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ جس کو حق سبحانہٗ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرنے کا اصل کام

تاریخ پاکستان پر نگاہ ڈالیں، آپ کو عجیب و غریب تضاد نظر آئے گا۔ پچاس ساٹھ برس قبل جو معاشرہ تھا اُس میں لوگ نسبتاً زیادہ باکردار، بااخلاق، عہد کے پابند اور باہمی طور پر مخلص تھے۔ لیکن مراسمِ عبودیت کی ادائیگی کے حوالہ سے بڑی کمی اور کمزوری نظر آئے گی۔ خصوصاً بڑے شہروں میں لوگوں کا نماز روزہ حج کی طرف رجحان بہت کم نظر آتا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے نماز شاید صرف کچھ بڑے بوڑھوں پر فرض ہے۔ رمضان میں لوگ بازار میں کھاتے پیتے نظر آتے تھے۔ حج پر صرف وہ لوگ جاتے تھے جو کسی اور کام کے قابل نہیں رہتے تھے۔ نوجوانوں میں داڑھی رکھنے کا رجحان نہ ہونے کے برابر تھا۔ خصوصاً کالجوں اور یونیورسٹیوں میں آپ کو شاذ کے درجہ میں باریش طالب علم نظر آتا۔ لیکن آج جبکہ مغربی تہذیب سکہ رائج الوقت ہے اور روشن خیالی کا دور دورہ ہے، حالات بالکل برعکس ہیں۔ بڑی بڑی مساجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ احترام رمضان بہت بڑھ چکا ہے۔ صبح کے وقت کھانے پینے کی کوئی دکان کھلی نظر نہیں آئے گی۔ حج اور عمرہ کی ادائیگی کے لیے لوگ لائنوں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ جوانوں کے چہرے لمبی لمبی داڑھیوں سے سجے ہوئے ہیں۔ قرآن پڑھانے کے لیے قاری ایک خوبصورت بنگلہ سے نکل کر دوسرے میں داخل ہو رہا ہوتا ہے۔ مردوں کے ہاتھوں میں تسبیح ہے اور عورتیں گھروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کر رہی ہیں۔ لاکھوں کے تبلیغی اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں۔ لیکن اخلاق اور کردار کا بدترین قحط ہے۔ معاشرے کی اکثریت کو دولت کی ہوس نے اندھا کیا ہوا ہے۔ مقدس ترین رشتے مال و دولت اور جاہ و منصب پر قربان کیے جا رہے ہیں۔ رشوت خوری، چور بازاری اور سرکاری اداروں میں لوٹ مار معمول کا حصہ بن گیا ہے۔ جھوٹ، فریب اور مکاری کو فن کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ سچ اور حق کی بات کرنے والے معاشرے میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ مراسمِ عبودیت کی ادائیگی میں اضافہ نے منفی اور بُرے اثرات کیوں مرتب کیے ہیں۔ ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ نماز بُرے کاموں سے بچاتی ہے۔ روزہ شیطانی حربوں کے خلاف ڈھال کا کام دیتا ہے۔ حج سے انسان کے باطن کی تطہیر ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اسلام کی ہمہ گیریت سے یا ناواقف ہیں یا تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ اسلام نام ہے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو مکمل اور غیر مشروط طور پر سرنڈر کرنے کا۔ اسلام Pick and choose کی اجازت نہیں دیتا، کہ فلاں فلاں احکامات کی پابندی ہوگی اور فلاں فلاں کی نہیں ہوگی۔ یعنی اسلام میں صرف میٹھا میٹھا ہپ ہپ کا معاملہ نہیں ہے۔ آج معاشرے کا غور سے جائزہ لیں، آپ کو محسوس ہوگا، ہمارا طرزِ عمل یہ ہے کہ دن رات حرام کماؤ، پھر مساجد کی آرائش و تزئین اور حج و عمرہ کی بھرمار سے ثواب بھی خوب کماؤ۔ پنجابی میں اسے کہتے ہیں، ”نالے چوپڑیاں نالے دو دو“ (گھی کا پراٹھا ملے وہ بھی ایک نہیں دو دو)۔ یعنی یہ لوگ خدا کو دھوکہ دینے کی حماقت کرتے ہیں اور جنت خریدنے میں مصروف رہتے ہیں، حالانکہ وہ خود کو دھوکہ دے رہے ہیں اور دوزخ خرید رہے ہیں۔ وہ غیر شعوری طور پر اس شاخ کو کاٹ رہے ہیں جس پر اُن کا بسیرا ہے۔ وہ عوام کو جس طرح دیوار سے لگائے جا رہے ہیں، کسی وقت تنگ آمد بجنگ آمد اُس کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس خونی انقلاب میں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے گا۔ خونی انقلاب کی باتیں تو اب خود حکمران بھی کر رہے ہیں، یعنی وہ نوشتۂ دیوار پڑھ رہے ہیں لیکن اپنی نفسانی خواہشوں کے اس قدر غلام ہیں کہ سب کچھ جان بوجھ کر بھی اجتماعی خودکشی کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کوئی مرض لاعلاج نہیں ہوتا اور ہم انگریزی کے اس ضرب المثل کو درست سمجھتے ہیں کہ It is never too late to mend ابھی وقت ہے، ابھی پانی سر سے نہیں گزرا، امریکہ اور دجالی تہذیب کا دامن

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

جلد 18
3 تا 9 رمضان المبارک 1430ھ
25 تا 31 اگست 2009ء
شمارہ 34

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 5869501-03 فیکس: 5834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک......300 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

چھوڑ کر اللہ اور رسول ﷺ کا دامن تھام لیں تو اب بھی ہماری ڈگمگاتی کشتی ساحل سے ہم کنار ہو سکتی ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم نظریاتی طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ پاکستان نظام اسلام ہی کے ذریعے مستحکم اور مضبوط ہو سکتا ہے، بلکہ ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی کہ اگر پاکستان اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل نہ ہوا تو اس کا وہی حشر ہوگا جو کانچ کے برتن کا زمین پر گر کر ہوتا ہے۔ ہم سیکولر پاکستان کے خواہش مندوں سے سوال کرتے ہیں کہ نظریات اور عقیدہ کی سطح پر نہ سہی، کیا عقلی اور منطقی سطح پر بھی اب پاکستان کا تحفظ اسلام کے سوا کسی دوسرے نظام سے ممکن ہے؟ مارشل لاء چار بار ہمیں ڈس کر ہمارے جسد میں زہر منتقل کر چکا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت پارلیمانی اور صدارتی دونوں طرز ہائے حکومت بُری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ سوشلزم کا پاکستان سے ہی نہیں دنیا بھر سے جنازہ اٹھ چکا ہے۔ دنیا تو ایک عرصہ سے کہہ رہی ہے، اب ملک کے کونے کونے سے بھی "ناکام ریاست" کے نعرے گونج رہے ہیں۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ 1971 جیسا کوئی اور سانحہ ہو اور ہمارے منہ پر سیاہی تھوپ دی جائے، ہم عقل کے ناخن لیں اور وہ راستہ اختیار کریں جو مسلمانانِ پاکستان کی دنیا اور آخرت کو سنوار دے۔

ہم اپنے قارئین کی خدمت میں بارہا عرض کر چکے ہیں کہ نماز، رمضان کے روزے، حج، زکوٰۃ اسلام کے ارکان ہیں یعنی دینِ متین کی جڑ اور بنیاد ہیں، اور ان کے بغیر دین اسلام کا تصور ایسے ہی ہے جیسے کسی عمارت کو ہوا میں کھڑا کرنا ہے۔ مسلمان اگر ان فرائض کا تارک ہے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، لیکن یہ مراسمِ عبودیت ہیں۔ ان کا تعلق مسلمان کی انفرادی زندگی سے ہے۔ اس لیے کافر اور اسلام دشمن قوتیں بھی کبھی ان عبادات کے راستے میں حائل نہیں ہوئیں۔ دشمنانِ اسلام کو جو اصل بات کھٹکتی ہے، وہ اسلام کا سوشل پولیٹیکل سسٹم ہے، جو تمام باطل نظاموں کی جڑ کاٹتا ہے اور انسانیت کو امن اور عدل کی راہ دکھاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کو اس نظام سے دشمنی ہے جو نیو ورلڈ آرڈر کے راستے میں حائل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کے لیے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ اولاً ارکانِ اسلام پر کاربند ہو کر اپنی جڑ اور بنیاد کو مضبوط کرے، پھر اسلام کے سوشل پولیٹیکل سسٹم کے قیام کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دے۔ جب تک کوئی اسلامی فلاحی ریاست قائم نہیں ہوگی اور مسلمان غیر اسلامی نظام جیسے سرمایہ دارانہ نظام یا سوشلسٹ نظام اپنائے رہیں گے، اُس وقت تک ان نظاموں کے گارڈین ہمارے آقا بنے رہیں گے اور ہماری حیثیت اُن کے غلاموں کی ہوگی۔ ذہنی، فکری، سیاسی، عملی اور حقیقی آزادی کے لیے غیر اسلامی نظاموں سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ دشمنانِ اسلام تو انتہائی خوش ہیں کہ مسلمان قال اللہ اور قال رسول اللہ ﷺ کی زبانی تکرار سے آگے نہیں بڑھ رہے اور اسے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عملاً داخل نہیں کر رہے۔ یہ ذکر اگر فکر نہیں بنتا اور فکر بن کر عمل کا روپ نہیں دھارتا تو یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی پہلوان خوب ورزش کرتا ہے، لیکن کشتی لڑنے کے لیے اکھاڑے میں داخل نہیں ہوتا، جیسے کوئی بڑی احتیاط سے وضو کرتا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ارکانِ اسلام کی پابندی سے روحانی قوت حاصل کی جائے، پھر اس روحانی قوت کو اسلام کے سوشو پولیٹیکل سسٹم کے نفاذ کے لیے استعمال کیا جائے۔ غارِ حرا میں حاصل کی جانے والی روحانی قوت نے ہی مسلمانوں کو میدانِ بدر میں لا کھڑا کیا۔ صحابہ کرام ؓ رات کے راہب بنے تو دن کے شہسوار بھی ثابت ہوئے۔ اسلام محض خانقاہوں میں بند ہونے والا دین نہیں ہے، بلکہ باہر نکل کر رسمِ شبیری ادا کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ باطل اور طاغوتی نظام کے تحت ہماری انفرادی عبادات بھی ادھوری اور نامکمل رہ جاتی ہیں۔ آج معاشرے کا نیک ترین مسلمان بھی سود سے تو شاید بچ جائے، سود کے دھوئیں سے نہیں بچ سکتا۔ عریانی، بے حیائی اور فحاشی اس کے دائیں بائیں، آگے پیچھے محوِ رقص ہے۔ وہ غضِ بصر کرتا کرتا ٹھوکر کھا کر اوندھے منہ گرے گا۔ لہٰذا اسلامی نظام کے قیام کے بغیر انفرادی سطح پر مکمل مسلمان بننا ممکن نظر نہیں آتا۔ ہمارے لیے کرنے کا اصل کام اور حقیقی جہاد صرف اور صرف یہ ہے کہ باطل نظام کو تہس نہس کر کے اسلام کا عادلانہ نظام قائم کریں، تاکہ مسلمان کے لیے مسلمان بننا اور انسان کے لیے جینا آسان ہو جائے۔ ہم مفتی نہیں کہ کوئی فتویٰ دیں، بہرحال باطل نظام کے سائے میں پاؤں پھیلا کر پڑے رہنا اور نوافل کی ادائیگی اور تسبیح کے دانوں تک اپنے اسلام کو محدود کر لینے کا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیا انجام ہوگا۔ کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم ذکرِ الٰہی سے روحانی قوت حاصل کریں اور اس قوت سے باطل نظام کو پاش پاش کر دیں کہ یہی سنتِ رسول ﷺ اور رضائے رب ہے۔

داعیانِ خلافت

خورشید احمد گنگوہی اور جنرل (ر) ظہیر الاسلام عباسی کی رحلت

گزشتہ دنوں دو ایسے افراد اِس جہانِ فانی سے اُس جہانِ دائمی کو کوچ کر گئے جنہیں اسلام کے سپاہی یا فرزندانِ اسلام کہنا بجا ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خورشید احمد گنگوہی اور جنرل (ر) ظہیر الاسلام عباسی۔ دونوں ہمراہی اور ہم سفر تھے اور پاکستان میں نظامِ خلافت کا قیام اُن کا خواب تھا۔ اِس خواب کی تعبیر کے لیے اور اسے زندہ اور نظر آنے والی حقیقت میں تبدیل کرنے کے لیے اُنہوں نے سنگلاخ اور دشوار گزار راستوں کا انتخاب خود اپنی مرضی سے کیا تھا۔ جنرل صاحب نے اپنی اس روحانی پیاس کو بجھانے کے لیے فوج کے ضابطوں اور پابندیوں کی دورانِ سروس بھی کبھی پروانہ کی، یہاں تک کہ جرنیلی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اور گنگوہی صاحب اُن مردانِ کار میں شمار کیے جاتے تھے، جنہوں نے نظامِ خلافت کے قیام کے لیے پاکستان میں سب سے پہلے کوششیں شروع کیں۔ پاکستان کریسنٹ فرنٹ نے گنگوہی صاحب کے لیے ایک تعزیتی ریفرنس اپنے آفس میں منعقد کیا جس میں بانی تنظیم اور امیر تنظیم نے بھی شرکت کی۔ دونوں حضرات کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک تعزیتی ریفرنس فورسٹار شادی ہال میں منعقد کیا گیا، جس میں مختلف جماعتوں کے نمائندوں نے اُنہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ تنظیم اسلامی کی نمائندگی راقم (مرزا ایوب بیگ) نے کی۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت اُن کی مغفرت فرمائے، اُن کے درجات بلند فرمائے اور اُن کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

(نوٹ: شمارہ نمبر 32 کے اداریہ میں سانحہ گوجرہ کے حوالہ سے جو کچھ تحریر کیا تھا، اُس پر ہمارے ایک ساتھی نے گرفت کی ہے۔ اُن کا یہ خط سانحہ گوجرہ: حقائق کیا ہیں؟ کے عنوان سے اس شمارہ میں شائع کر دیا گیا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ یہ خط پڑھ لیں، تاکہ غلط فہمی دور ہو جائے۔)

نظامِ خلافت نیو ورلڈ آرڈر کا واحد حریف ہے، اسی لئے دجالی قوتیں اس کی راہ روک رہی ہیں

اُخروی نجات کے لیے ایمان اور عمل صالح کی شرائط اور

یہودیوں کا تعمیل شریعت کے عہد سے انحراف اور انبیاء کا قتل

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 14 اگست 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ المائدہ کی آیات 69 تا 71 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! سوات میں نفاذ شریعت کے معاہدے کے ساتھ ہی اُس کے خلاف عالمی مہم کا آغاز بھی کر دیا گیا تھا۔ یہ معاہدہ ابھی ہوا ہی تھا، ابھی نافذ نہیں ہو سکا تھا کہ امریکہ اور اُس کے حواریوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگے کہ پاکستان کے ایک علاقے سے نفاذ شریعت کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ملک کے طول و عرض میں یہ بحث شروع کروا دی گئی کہ آیا نفاذ شریعت ضروری بھی ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ حکومت کی گردن مروڑی گئی کہ تمہاری کیا مجال ہے کہ ایک ایسا معاہدہ کرو جس سے شریعت یعنی ہمارے نیو ورلڈ آرڈر کے متقابل نظام کے قیام کی راہ ہموار ہو۔ اسلام اور شریعت کی مخالفت نئی بات نہیں، بلکہ عرصہ ہوا صیہونیوں نے ایک سازش کے تحت پوری دنیا کا رُخ سیکولرازم کی جانب موڑ دیا ہے۔ سیکولرازم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اجتماعی نظام میں مذہب اور آسمانی وحی کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔ مغرب کی لادین جمہوریت بھی یہی کہتی ہے کہ قانون بنانا خود لوگوں کا کام ہے۔ یہ کام عوامی نمائندے کریں گے، اور اُن کے اس اختیار پر کسی قسم کی کوئی مذہبی یا اخلاقی بندش عائد نہیں کی جا سکتی۔ جمہوریت "خدائی حاکمیت" کی بجائے "عوامی حاکمیت" کے تصور پر استوار ہے۔ عوام کے نمائندے جو چاہیں قانون بنائیں، اُن کے اختیار کو کسی بھی طرح محدود نہیں کیا جا سکتا۔ سیکولرازم اور جمہوریت کا سرخیل امریکہ ہے۔ اُس نے نیو ورلڈ آرڈر کا اعلان کر رکھا ہے، جو در اصل جیو ورلڈ آرڈر ہے۔ یہ ابلیسی اور شیطانی نظام ہے —— درحقیقت اسی نظام کی ترویج اور اس کے متقابل اسلامی خلافت کا راستہ روکنے کے لیے امریکہ نے ہر محاذ پر مسلم دنیا کے خلاف صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے۔ اسلام دشمن یہ سمجھتے ہیں، اور بجا طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کے شیطانی نظام کا واحد حریف اسلام کا نظام عدل و قسط یعنی خلافت ہے۔ اور چونکہ مسلمانوں میں ایک بڑی تعداد رب کی دھرتی پر رب کے اس نظام کے لیے کوشاں ہے، لہٰذا امریکہ انہیں اپنا دشمن سمجھتا ہے، انہیں دہشت گرد قرار دیتا ہے، انہیں بنیاد پرست اور انتہا پسند کے القابات دیتا ہے اور انہیں نفرت کا نشان بنا دینا چاہتا ہے۔ آج امریکہ کی نظر میں ہر وہ شخص دہشت گرد ہے جو اسلام کو نظام زندگی کے طور پر غالب کرنا چاہتا ہے، بلکہ اُن کی جرأتیں اب اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان رکھنے والے ہر شخص کو دہشت گرد کہہ رہے ہیں، خواہ وہ سیکولر اور ماڈریٹ ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ اُن کے خیال میں قرآن پر ایمان رکھنے والا شخص کسی بھی وقت قرآن کی جہاد سے متعلقہ تعلیمات سے متاثر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا پوٹینشلی وہ دہشت گرد ہے۔ دہشت گردی کے الزام سے اب وہی شخص بچ سکتا ہے جو قرآن پر ایمان نہ رکھنے (یعنی کافر ہو جانے) کا اعلان کر دے۔ بہر حال امریکہ کی اصل جنگ اسلام اور اس کے نظام زندگی کے خلاف ہے۔ دہشت گردی کا نعرہ تو محض لوگوں کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لیے ہے۔ امریکہ اور اُس کی ہمنوا یورپی اور صیہونی قوتیں دنیا بھر میں جہاں بھی شریعت کے حق میں صدا بلند ہو، اس کا گلا گھونٹ دینا چاہتی ہیں۔ وہ آئے روز اسلام اور شریعت کے خلاف گھناؤنی سازشیں کرتی ہیں۔ نائن الیون کے واقعے کے بعد نام نہاد دہشت گردی کے عنوان سے امریکہ اور اتحادیوں نے افغانستان پر جو جنگ مسلط کی، وہ طالبان کی جانب سے نفاذ شریعت اور اسلامی ریاست کے قیام کی جدوجہد کا راستہ روکنے اور طالبان کو اُس کے "جرم" کی سزا دینے کے لیے ہے۔ امریکہ اور اتحادی اسلام کو بحیثیت نظام زندگی کسی طور گوارا کرنے پر تیار نہیں۔ انہیں فی الحال اس پر تو کوئی اعتراض نہیں کہ آپ پانچ وقت باقاعدگی سے نماز پڑھیں، راتوں کو اٹھ کر تہجد پڑھیں، قرآن کی تلاوت کریں، ماہ رمضان کے روزے رکھیں، نفلی روزے رکھیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ خلافت کی بات نہ کرو۔ اسلامی قانون کا نعرہ بلند نہ کرو۔ اسلامی نظام نافذ نہ کرو۔ نظام تمہارا نہیں چل سکتا، ہمارا چلے گا۔ ہم دنیا میں اپنے نظام کے علاوہ کوئی اور نظام نہیں چلنے دیں گے۔

سوات میں نظام عدل کے معاہدہ، عالمی سطح پر اُس کی مخالفت اور پاکستان میں نفاذ شریعت کی بحث کے تناظر میں گزشتہ چند اجتماعات جمعہ میں ہم سورۃ المائدہ کی روشنی میں جو تکمیل شریعت کی سورۃ ہے، نفاذ شریعت کی ضرورت و اہمیت پر گفتگو کر رہے ہیں۔ ان دنوں اس سلسلے میں دسواں رکوع ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ آج کی نشست میں اس رکوع کی آیات 69 تا 71 کی روشنی میں گفتگو ہوگی۔ ان شاء اللہ

فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝٦٩﴾

"بیشک جو مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور فرقہ صابی اور نصاریٰ، جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور عمل کرے نیک نہ اُن پر ڈر ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

"ھادو" اور نصاریٰ سے واضح ہے کہ مراد یہودی

اور عیسائی ہیں۔ جہاں تک "صابی" کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ماننے والے تھے اور انہوں نے مختلف مذاہب کی جن چیزوں کو اچھا سمجھا، انہیں اختیار کر لیا۔ اس کے برعکس دوسری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کا آسمانی مذاہب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ ایک فلسفیانہ تصور تھا۔ جب بخت نصر نے عراق سے یروشلم پر حملہ کیا، اس وقت عراقیوں کا یہی مذہب تھا۔ (واللہ اعلم)

یہودی کہتے تھے کہ نجات تو صرف انہی کے لیے ہے۔ نصاریٰ کو اپنی نجات کا دعویٰ تھا صابی بھی اپنی کامیابی کا ادعا کرتے تھے۔ لیکن یہاں بتایا جا رہا ہے کہ یہ اصل حقیقت کے منافی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اچھے اعمال کیے، کامیابی اس کے لیے ہے۔ اس کو نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ حزن ـــــ یہاں یہ واضح کر دیا جائے کہ اللہ کا ماننا صحیح اور معتبر تب ہو سکتا ہے جب اللہ کے نمائندوں یعنی نبیوں اور رسولوں کو مانا جائے۔ اس لئے کہ وہی اللہ کا تعارف کراتے ہیں۔ وہی بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کیا ہیں۔ وہ خالق ہے، مالک ہے، الحیّ اور القیوم ہے۔ اللہ از خود زندہ اور قائم ہے۔ باقی جو چیزیں بھی زندہ ہیں، وہ از خود زندہ نہیں، اللہ کے زندہ کیے زندہ ہیں۔ پھر یہ کہ اللہ کی تمام صفات ذاتی ہیں۔ وہ "بکل شیء علیم" ہے۔ وہ "علیم خبیر" ہے۔ وہ سمیع بصیر ہے۔ وہ "رء وف رحیم" ہے۔ اسی طرح آخرت کو ماننا بھی تب ہی صحیح ہو سکتا ہے، جب اُس طور سے مانا جائے، جیسا رسول اکرم ﷺ نے بتایا ہے۔ اصل زندگی وہ ہے۔ یہ زندگی تو امتحان ہے۔ آدمی ایمان کے ساتھ اس زندگی کے لئے نیک اعمال انجام دے۔ اس کا عمل گواہی دے رہا ہو کہ اس کے پیش نظر وہ زندگی ہے، یہ زندگی نہیں۔ اس نے مال و دولت کو اپنا معبود اور دنیا کو اپنا مطلوب نہ بنایا ہو۔

اللہ پر ایمان کا تقاضا بھی پورا تب ہو گا، جب اللہ کے رسولؐ کو مانا جائے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان معتبر تھا۔ اب آپؐ پر ایمان کے بغیر ایمان، ایمان نہیں کہلا سکتا۔ اب اہل ایمان وہی لوگ کہلائیں گے جو آپؐ کی رسالت پر دل اور زبان سے ایمان لائیں گے۔

یہاں ایک گمراہی کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ ہمارے ہاں روشن خیالی رواداری اور وسعت ظرفی کے نام پر انتہائی گمراہ کن افکار کا چرچا کیا جا رہا ہے۔ بعض نام نہاد دانشوروں کا کہنا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ اگر وہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا؟ وہ اللہ کو مانتے ہیں، دوسرے انبیاء پر تو ایمان رکھتے ہیں، آخرت کو تو مانتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اہل کتاب کو کافر کہنے کی بجائے اُن کے معاملے میں رواداری اور وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، کیونکہ اُخروی نجات کے لئے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کافی ہے، اور اُن سے نبی ﷺ پر ایمان کا مطالبہ نہیں کیا جانا چاہیے۔ یہ دانشور اپنی اس فکر کے لئے زیر بیان آیت اور سورۃ البقرہ کی آیت 62 کا حوالہ دیتے ہیں۔

حالانکہ ان آیات سے ایمان بالرسالت کے لزوم کا انکار سراسر غلط ہے۔ ان کا خاص سیاق و سباق ہے اور وہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ نجات صرف یہود و نصاریٰ کے لئے ہے۔ یعنی جو شخص یہودی ہو گا یا جو نصرانی ہو گا وہی جنت میں جائے گا۔ قرآن حکیم نے یہاں اُن کے اِس تصور کی نفی کی اور واضح کیا کہ نجات یہود و نصاریٰ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جو شخص بھی رسول وقت پر ایمان لایا اور اُس نے شریعت پر عمل کیا، وہ نجات پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ اس اعتبار سے اسلام سے پہلے جو لوگ حضرت عیسیٰ ؑ پر ایمان لائے اور اُن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے، وہ فوز و فلاح کے حقدار ہوں گے، اور اُن سے قبل جو لوگ حضرت موسیٰ ؑ پر ایمان لائے

پارلیمنٹ میں قانون توہین رسالت پر از سر نو بحث چھیڑنے سے متعلق الطاف حسین کا بیان قابل مذمت ہے

حافظ عاکف سعید

اس قانون کی منسوخی کی بجائے اُس پر عمل درآمد کو سہل اور قابل عمل بنایا جائے

میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکانا چاہتی ہیں

1. امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے متحدہ قومی موومنٹ کے سربراہ الطاف حسین کے اس بیان پر شدید تنقید کی ہے کہ قومی اسمبلی اور سینٹ کے اراکین توہین رسالت کے قانون پر از سر نو بحث چھیڑیں۔ اُنہوں نے کہا کہ آئین کا آرٹیکل 295-C درحقیقت اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے اس قانون پر عملداری کو سہل اور قابل عمل بنایا جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ اس قانون کی منسوخی سے مسلمان یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ انبیاء و رسل کی توہین کا کھلا لائسنس دے دیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ کسی بھی واقعہ پر فوری طور پر مشتعل ہو کر قانون کو ہاتھ میں لے لیں گے۔ اگر حکومت اپنی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری پوری نہ کر رہی ہو تو فسادات اور بلوے روکے نہیں جا سکتے۔ اُنہوں نے کہا کہ تحفظ نسواں کا قانون ہو یا توہین رسالت کا، ہمارے بعض لیڈر شعائر اسلامی اور احکامات قرآنی کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اُنہوں نے کہا ایسے لیڈروں نے اپنا قبلہ درست نہ کیا تو عوام اُن کا سختی سے محاسبہ کریں گے۔ (پریس ریلیز 17 اگست 2009ء)

2. علامہ علی شیر حیدری کی شہادت پر شدید رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کہا کہ حکومت امن وامان قائم کرنے اور اپنے شہریوں کی زندگیوں کی حفاظت کرنے میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ابھی تک کسی مذہبی یا سیاسی رہنما کے قتل کے مجرم گرفتار نہیں ہو سکے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ وارداتیں ایسے تربیت یافتہ لوگ کر رہے ہیں جو ہٹ اینڈ رن (Hit & Run) میں انتہائی ماہر ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ پاکستان کے دشمن ملک کی خفیہ ایجنسیاں پاکستان میں فرقہ واریت کی بنیاد پر قتل و غارت کا بازار گرم کرنے کے لیے دو طرفہ کارروائیاں کرتی رہتی ہیں۔ بریلوی عالم دین، شیعہ عالم دین اور دیوبندی عالم دین باری باری قتل کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فسادات کی آگ بھڑکا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کیے جائیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ان وارداتوں میں دشمنوں کی کامیابی کی اصل وجہ یہ ہے کہ حکومت نے تمام سیکیورٹی فورسز کو اپنی حفاظت میں یا نام نہاد دہشت گردی کی جنگ میں جھونک رکھا ہے۔ اُنہوں نے شہریوں سے اپیل کی کہ وہ پُرامن رہ کر دشمن کی اس سازش کو ناکام بنا دیں۔ (پریس ریلیز 18 اگست 2009ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اور شریعت موسوی کی صحیح معنوں میں پیروی کی وہ بھی نجات پائیں گے۔ اب اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد آخرت میں وہی لوگ نجات پائیں گے جو نبی اکرم ﷺ پر صدق دل سے ایمان لائیں گے اور آپؐ کی روشن اور پاکیزہ تعلیمات کو اپنائیں گے۔ پس ان آیات سے یہود و نصاریٰ کی بھی نجات کا اثبات اور رسالت محمدیؐ پر ایمان کی لزومیت کا انکار کھلی گمراہی ہے۔ اس حقیقت میں کسی شبے کی ہرگز گنجائش نہیں کہ رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان، ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ یہ نجات کے لئے شرط لازم ہے۔ آپؐ کی بعثت تمام انسانیت کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ہے۔ اب اسی شخص کا ایمان معتبر ہوگا جو آپ کی رسالت پر دل و جان سے ایمان لائے۔ اس کے بغیر ایمان کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر آپؐ پر ایمان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسی طرح کامیابی کے لیے عمل صالح بھی شرط ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہم اللہ کے نمائندہ امت ہیں۔ دین حق ہمارے پاس ہے، لیکن ہم دین پر نہ چلیں، اُس کے احکامات پر عمل نہ کریں، اُس کی حرام کردہ چیزوں سے نہ بچیں، اور پھر بھی یہ سمجھیں کہ کامیابی ہمارے ہی لئے ہے، اور روزِ محشر ہمارا گریبان نہیں پکڑا جائے گا، ہمیں آخرت کے عظیم خسارے سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا تو یہ خیال صحیح نہیں۔ قرآن کامیابی کا مژدہ اہل تقویٰ کو سناتا ہے۔ محض پیدائشی مسلمان ہو جانا کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔ قرآن اس قسم کے تصور کی نفی کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہودیو، محض تمہارے یہودی ہو جانے سے تمہیں جنت نہیں مل جائے گی کہ ہم اللہ کے چہیتے ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ کو نصرانی ہو جانے سے کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ یہی پیغام ہمارے لئے بھی ہے۔ ''ہم بخشے بخشائے ہیں'' کا تصور محض خواہشات کا آئینہ دار ہے، ورنہ جنت تب ملے گی، جب صحیح معنوں میں ایمان ہوگا اور اُس کے عملی تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔

آگے فرمایا:

﴿لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾﴾

''ہم نے بنی اسرائیل سے عہد بھی لیا اور اُن کی طرف پیغمبر بھی بھیجے۔ (لیکن) جب کوئی پیغمبر اُن کے پاس ایسی باتیں لے کر آتا، جن کو اُن کے دل نہیں چاہتے تھے تو وہ (انبیاء کی) ایک جماعت کو تو جھٹلا دیتے اور ایک جماعت کو قتل کر دیتے تھے۔''

یہاں بنی اسرائیل سے اخذِ میثاق کا تذکرہ آ رہا ہے، اس لیے تاکہ مسلمانوں پر یہ بات کھول دی جائے کہ اُن سے پہلے بھی لوگوں کو شریعت دی گئی تھی، لیکن جب اُنہوں نے شریعت کے ساتھ بے وفائی کی تو وہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہوئے۔ حالانکہ وہ اپنے زمانے میں اللہ کی نمائندہ امت تھے۔ اگر بنی اسرائیل شریعت سے وفاداری کرتے تو یقیناً اللہ کی مدد ان کے ساتھ تھی۔ آج ہمارے ساتھ بھی اللہ کی مدد ہے، لیکن شریعت سے بغاوت کر کے گویا ہم نے خود ہی اللہ سے مدد لینے سے انکار کر دیا ہے۔ اللہ نے کہا کہ میرے غلام بن جاؤ، میں تمہارا حمایتی اور پشت پناہ ہوں، کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم نے زبانِ حال سے یہ کہہ دیا کہ (نعوذ باللہ) اللہ ہمیں تیری مدد نہیں چاہیے۔ ہمیں تو امریکہ کی ایڈ کی ضرورت ہے، امریکہ کی حمایت درکار ہے۔

جب غزوۂ احد میں، وقتی طور پر مسلمانوں کو شکست ہوئی تو اُس وقت جو آیات نازل ہوئیں اُن میں اللہ نے واضح کر دیا کہ وہ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔ یہ نہ سمجھو کہ (معاذ اللہ) اللہ کی ہمدردیاں بدل گئی ہیں۔ آج وہ کفار کے ساتھ ہو گیا ہے نہیں، وہ اہل ایمان ہی کے ساتھ ہے۔ بہرحال اس وقت بھی اللہ مائل بہ کرم ہے، لیکن اللہ کی نصرت عملاً ہمیں تب حاصل ہوگی، جب ہم شریعت کی تعمیل کریں گے اور اُسے نافذ کریں گے۔ پھر ہی ہمیں ذلت و رسوائی سے بھی چھٹکارا ملے گا، اور بدامنی، خوف، انتشار اور معاشی بدحالی سے نجات حاصل ہو سکے گی اور ہم خوشحالی کی منزل سے ہمکنار ہوں گے۔

بنی اسرائیل سے جس عہد لینے کا ذکر کیا گیا ہے، وہ عہد یہ تھا کہ وہ شریعت کے مطابق زندگی بسر کریں گے، اور اُسی کو قائم و نافذ کریں گے۔ (یہی عہد عیسائیوں سے ہوا تھا، اور یہی مسلمانوں سے ہے) لیکن عملاً انہوں نے اس عہد کی خلاف ورزی کی۔ اُن کے پاس جب اللہ کا کوئی رسول آتا اور انہیں اللہ کے احکامات کی پیروی کا حکم دیتا، تو جو احکام انہیں مشکل لگتے، اُن کے من کو نہ بھاتے، وہ اُن کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے۔ بندگی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے جو بھی حکم آئے، اُس کی بلا چوں وچرا پیروی کی جائے، خواہ نفس پر وہ بھاری ہو اور کتنا ہی مشکل دکھائی دیتا ہو۔ اگر یہ نہیں ہے بلکہ من چاہے انداز میں پیروی ہو رہی ہے، تو یہ اللہ کی نہیں، نفس کی غلامی ہے۔ بنی اسرائیل یہی کرتے تھے۔ چنانچہ جب نبی اور رسول انہیں اللہ کے ایسے احکام سناتے جو اُن پر گراں گزرتے تو وہ رسولوں کی یا تو تکذیب کر دیتے، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا انکار کر دیا یا بعض انبیاء کو قتل کر دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ حضرت عیسیٰ کو بھی یہودیوں نے اپنے تئیں سولی پر چڑھوا دیا تھا، لیکن اللہ نے انہیں بچا لیا اور زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور یہودا اسکریوتی جس نے حضرت عیسیٰ کی مخبری کی تھی، اللہ نے ایسی تدبیر کی کہ وہی غدار پھانسی ہو گیا۔ لہٰذا عیسائیوں کا یہ عقیدہ درست نہیں کہ حضرت عیسیٰ کو سولی چڑھایا گیا۔ قرآن واضح کرتا ہے کہ: (ترجمہ) ''اور انہوں (یہودیوں) نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ اُن کی سی صورت معلوم ہوئی۔ اور جو لوگ اُن کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں، وہ اُن کے حال سے شک میں پڑے ہوئے ہیں اور پیروی ظن کے سوا اُن کو اس کا مطلق علم نہیں اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا۔'' (النساء:157)

(جاری ہے)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

ایک وضاحت

ندائے خلافت کے گزشتہ شمارہ (33) میں ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' کے ''احیائے علوم نمبر'' پر تبصرہ شائع ہوا۔ تبصرہ کے آخر میں قارئین کو بتایا گیا کہ وہ یہ پرچہ دیئے گئے پتے پر خط لکھ کر بلاقیمت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ وضاحت کر دی جائے کہ یہ خصوصی نمبر حاصل کرنے کے لیے 30 روپے کے ڈاک ٹکٹ (بطور ڈاک خرچ) بھیجنا ضروری ہے، تاکہ یہ رسالہ بذریعہ رجسٹری روانہ کیا جا سکے۔

(منجانب: ادارہ ''حکمت بالغہ'' جھنگ)

”اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے“

روزہ کی فرضیت، فلسفہ اور فضائل پر ایک فکر انگیز تحریر

مولانا رفعت قاسمی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (البقرہ)

”اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا، جس طرح تم سے پہلی (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ۔“

لفظ صیام کی تحقیق

لفظ صیام کے لغوی معنی کسی امر سے باز رہنا ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص بولنے یا کھانے سے باز رہے یا بولنا یا کھانا چھوڑ دے تو اسے لغت میں صائم کہتے ہیں۔ اس کی مثال قرآن حکیم میں ہے کہ ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ ”میں نے اللہ سے صوم کی منت مانی ہے“ یعنی خاموش رہنے اور کلام نہ کرنے کی۔ شریعت اسلام میں الصوم یا روزہ یہ ہے کہ آدمی صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور شہوتِ نفسانی کے پورا کرنے سے روزہ کی نیت کے ساتھ رکا رہے، اور دن کی میعاد صبح صادق کے ظاہر ہوجانے سے آفتاب کے غروب ہوجانے تک ہے۔ اور جس نے اتنا کرلیا اس کا روزہ ہوگیا۔ اور گویا روزہ کا جسم بن گیا۔ اب جس طرح جسم کی صحت و تندرستی کے لیے انسان بہت سی چیزوں سے پرہیز کرتا ہے، اسی طرح روزے کے اندر بھی کچھ پرہیز ہیں۔

رمضان المبارک کا روزہ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جس کے بغیر آدمی ادھورا مسلمان رہتا ہے۔

رمضان کا روزہ ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد اور عورت پر جس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو، فرض عین ہے۔ جب تک کوئی عذر نہ ہو، روزہ چھوڑنا درست نہیں اور اگر روزے کی منت (نذر) کرے تو وہ روزہ فرض ہوجاتا ہے۔ قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں۔ اس کے علاوہ سب روزے نفل ہیں، جنہیں رکھیں تو ثواب ہے، نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

البتہ عید اور بقر عید کے دن اور عید الاضحیٰ کے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

روزے کی تاریخ

روزہ کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے ہی سے ہوگئی تھی۔ چنانچہ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ کے دور میں ”ایام بیض“ یعنی ہر ماہ کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے فرض تھے۔ یہود و نصاریٰ بھی روزے رکھتے تھے۔ یونانیوں کے یہاں بھی روزہ کا وجود ملتا ہے۔ ہندو دھرم، بدھ مذہب میں بھی برت (روزہ) مذہب کا رکن ہے، اور پارسیوں کے یہاں بھی روزے کو بہترین عبادت سمجھا گیا ہے۔ الغرض دنیا کے تمام مذاہب میں روزے کی فضیلت اور اہمیت پائی جاتی ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ تک ہر قوم و ملت میں روزے کا وجود کسی نہ کسی شکل میں ملتا ہے۔

روزہ کب فرض ہوا؟

نبی کریم ﷺ نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظمہ ہی میں لوگوں کو خدائے پاک کا حکم سناتے اور تبلیغ کرتے رہے اور بہت زمانے تک سوائے ایمان لانے اور بت پرستی چھوڑنے کے، کوئی دوسرا حکم نہ تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے احکام آنے شروع ہوئے۔ اسلام کے ارکان میں سب سے پہلے نماز فرض ہوئی۔ پھر مکہ معظمہ سے ہجرت فرمانے کے بعد جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو وہاں بہت سے احکامات آنا شروع ہوئے۔ انہی میں سے ایک حکم روزے کا بھی تھا۔

روزے کی تکلیف چونکہ نفس پر شاق گزرتی ہے اس لئے اس کو فرضیت میں تیسرا درجہ دیا گیا۔ اسلام نے احکام کی فرضیت میں یہ روش اختیار کی کہ پہلے نماز جو ذرا ہلکی عبادت ہے، اس کو فرض کیا۔ اس کے بعد زکوٰۃ کو اور زکوٰۃ کے بعد روزہ کو۔

سب سے پہلے عاشورہ یعنی محرم کی دس تاریخ کا روزہ فرض تھا، اس کے بعد رمضان شریف کے روزوں کا حکم ہوا۔ (اور عاشورہ کی فرضیت ختم ہوگئی)

روزے کے اندر شروع میں اتنی سہولت اور رعایت تھی کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھ لے اور جو چاہے ایک روزہ کے بدلے کسی غریب کو ایک دن کا کھانا کھلادے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی کمزوریوں پر نظر فرماتے ہوئے آہستہ آہستہ روزوں کی عادت ڈلوائی۔ چنانچہ جب کچھ زمانہ گزر گیا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کی کچھ عادت ہوگئی تو معذور اور بیمار لوگوں کے سوا باقی سب لوگوں کے حق میں یہ اختیار ختم کردیا گیا اور ہجرت سے ڈیڑھ سال بعد دس شعبان 6ھ کو مدینہ منورہ میں رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا اور اس کے علاوہ کوئی روزہ فرض نہ رہا۔ اس کا فرض ہونا کتاب و سنت و اجماع سے ثابت ہے۔

روزہ کا فلسفہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی رفعت و عظمت اور تسلط و اقتدار کے آگے تمام کائنات سرنگوں ہے، لیکن یہ بات بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے اس شرف و اعزاز اور عظمت کا معیار اور سبب کیا ہے؟

انسان کا شرف و اعزاز اس بات میں ہے کہ وہ نفس سرکش کو قابو میں لاکر اپنی خواہشات پر غالب آکر فرائض عبدیت بجالائے اور اپنا منشائے تخلیق پورا کرے، معرفت الٰہی اور رضائے خداوندی کی تلاش و جستجو اس کا مقدم اور اہم فریضہ ہے۔ اگر ایک انسان اپنے اس فرض عبدیت سے غافل اور نابلد ہے تو وہ خائب و خاسر ہے۔ اس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اس طور پر فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا o﴾ یعنی ”جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاکیزہ کرلیا اس نے فلاح پائی۔ اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ شریف اور معزز اور سعادت مند انسان وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو پائے اور اسے پاکیزہ بنائے۔ اور نفس کو قابو میں کرنے کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ اول یہ کہ نفس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے روکا جائے، کیونکہ جب سرکش گھوڑے کو دانہ گھاس نہ ملے تو وہ تابع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح نفس کی سرکشی بھی دور ہوتی ہے۔ دوم اس پر عبادات کا بہت سا بوجھ لاد دیا جائے، جس طرح جانور کو

دانہ گھاس کم ملے اور اس پر بوجھ بہت سالا دو دیا جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے۔ یہی حال نفس کا ہے۔ سوم ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد چاہیں۔ ذرا غور تو فرمائیں، یہی تین باتیں روزے میں بدرجہ اتم و اکمل رکھی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی قوت توڑنے کے لیے اور اپنی تمام قوتوں کو اعتدال میں لانے کے لیے ہمیں روزے رکھنے کا حکم ہوا ہے۔

ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ مصیبت زدہ انسان ہی کسی کی پریشانی و دکھ کا صحیح احساس کر سکتا ہے اور روزے سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ بڑے سے بڑے سرمایہ دار دولت مند کو بھی جب ایک بار بھوک و پیاس کا ذائقہ (روزے کی وجہ سے) چکھنے کا موقع ملتا ہے اور جب اپنے معصوم ننھے بچوں کے روزے کے موقع پر ان کی متغیر حالت دیکھتا ہے تو اس کو غربت زدہ لوگوں کی بھوک و پیاس کا احساس ہوتا ہے۔ اور یہ جذبہ بھی دل کے کسی گوشے میں ابھرنے لگتا ہے کہ ان مفلوک الحال بھوکے پیاسے لوگوں کی صدقہ و خیرات سے مدد کی جائے۔ دولت مند خوش حال کو اگر روزے میں بھوک و پیاس کی تکلیف نہ برداشت کرنی پڑتی تو ساری عمر گزرنے پر بھی بھوک و پیاس کا احساس نہ ہوتا، اور اگر کوئی بھوکا ضرورت مند اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا اور اپنی تکلیف و پریشانی کا اظہار کر کے کچھ طلب کرتا تو چونکہ دولت مند کو فاقے کی تکلیف معلوم ہی نہیں، اس لئے وہ اس پر کیسے رحم کھاتا۔ روزہ رکھنے کی وجہ سے غریبوں، محتاجوں اور یتیموں کی دستگیری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور ان کے ساتھ ہمدردی و ایثار جیسی خوبیوں کا وجود عمل میں آتا ہے......

روزے کے جسمانی اور روحانی فوائد

اگر دنیاوی اور جسمانی اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ روزہ مسلمانوں کو چست و چالاک، صابر و شاکر، ایک دوسرے کے لیے ہمدرد و غمگسار اور ایک مضبوط و منظم قوم بنانے میں بہترین ذریعہ ہے۔ اگر روزے کی حقیقت کو مد نظر رکھ کر پابندی و خلوص دل کے ساتھ روزہ رکھیں تو حرص، طمع اور شکم پروری کا مادہ ان میں سے بالکل چلا جائے اور انسانی لباس میں فرشتے نظر آئیں، نیز اس کے ذریعہ نظم و ضبط کی وہ قوت حاصل ہو کہ دنیا کی تمام طاقتیں ان کے سامنے سرنگوں ہو جائیں۔

اصول طب کی رو سے روزہ جسمانی صحت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے کہ گیارہ مہینے تک جو خراب اور فاسد رطوبتیں جسم میں جمع ہوئیں، وہ ایک ماہ کے روزے سے سب خشک ہو جاتی ہیں۔ صحت و توانائی میں نمایاں ترقی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ روزے میں اور بہت سے جسمانی اور مادی فائدے ہیں۔ جہاں تک روحانی فوائد کا تعلق ہے تو وہ بھی بے شمار اور ان گنت ہیں۔ مثلاً فرشتے کھانے پینے اور جماع کرنے سے پاک اور منزہ ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ان خواہشات سے پاک و منزہ ہے۔ اس لئے روزہ رکھنے سے انسان تھوڑی دیر کے لیے اس ملکوتی صفت میں نظر آتا ہے اور اس وقت تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا بھی ایک مظاہرہ ہوتا ہے۔

روزے سے اخلاق و روحانیت کی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔ بھوک پیاس کی تکلیف گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور انسان ضبط نفس کے اعتبار سے مکمل انسان بن جاتا ہے۔ روزے سے مزاج میں عجز و انکساری آ جاتی ہے۔ بھوک کی مصیبت اور تکلیف کا اندازہ ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے بنی نوع انسان کی مصیبت اور تکلیف کا اندازہ کر کے امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

روزے دار ہر وقت اللہ کی عبادت میں شمار ہوتا ہے کیونکہ جب روزے دار کو بھوک پیاس لگتی ہے اور اس کا نفس کھانے پینے کا تقاضا کرتا ہے تو اس کا دل برابر شام تک یہی کہتا رہتا ہے کہ نہیں ابھی اللہ کی اجازت نہیں ہے۔ اس کا دل ہمت و استقلال کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور دل کا اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہی سب عبادتوں کی جان ہے۔ الغرض روزہ ایک بڑی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

فضیلت روزہ

فضائل کی کتابوں میں اس کا مفصل بیان آیا ہے۔ بطور نمونہ احادیث پیش کر کے فضائل روزہ بیان کرنا پیش نظر ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کی کیفیت کے ساتھ رکھے، اس کے سب اگلے گناہ (صغیرہ) بخش دیے جائیں گے۔

آپؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ روزے دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ قیامت کے دن روزے کا بے حد ثواب ملے گا۔

بخاری شریف میں روایت ہے کہ روزہ داروں کے لیے قیامت کے دن عرش کے نیچے دستر خوان چنا جائے گا اور وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔ اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوں گے۔ اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھا پی رہے ہیں۔ اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہیں رکھتے تھے۔

تشریح:

روزے کی نسبت اللہ تعالیٰ کا قانون تمام عبادتوں سے الگ تھلگ ہے، کیونکہ تمام عبادتوں کا ثواب فرشتوں کے ذریعہ دس سے سات سو گنا تک دلوایا جائے گا، لیکن روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ: "روزہ میرے لیے ہے اور روزے کا بدلہ میں خود دوں گا۔" فرشتوں کا بھی واسطہ نہ ہوگا، اس سے زیادہ روزے داروں کے لیے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی عبادتوں کا بدلہ اپنے مالک کے مبارک ہاتھوں سے پائیں گے۔ کسی غیر کو دخل تک نہیں ہوگا۔ دنیوی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز سرکاری حکام کے ذریعہ تقسیم کرائی جائے، اس میں اور بادشاہ یا وزیر اعظم کے ہاتھ سے دی ہوئی چیز میں کتنا فرق ہوتا ہے۔

ذرا غور فرمایئے، کہ قیامت کے دن اس ہولناک وقت میں جب کہ عوام تو عوام بلکہ انبیاء و اولیاء تک خدا کی عظمت و جلال سے سہمے ہوں گے، اور خدا کی مخلوق اپنے گناہوں کی وجہ سے سخت پسینے میں ہوگی۔ کوئی گھٹنے تک، کوئی پورے کا پورا پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا اور یہ سورج جس کی تپش آج اتنی دور سے پریشان کئے دیتی ہے، اس دن بالکل سروں کے اوپر کھڑا ہوا دماغ کھولا رہا ہوگا۔ ایسے نازک وقت میں خدائے پاک کا خود اپنا کلام کسی کی شفاعت کرے اور روزے جیسا مبارک عمل کسی بندے کو بخشوائے تو ایسے وقت میں جب کہ ڈوبتے ہوئے کو تنکے کا سہارا بھی بہت ہے، سفارشوں کا مل جانا کس قدر قیمتی نعمت ہوگا۔

محترم و مکرم! ان احادیث کے پڑھنے اور سننے کے باوجود بھی پورے آداب کے ساتھ روزہ رکھنے کا شوق و جوش خدانخواستہ پیدا نہ ہوا تو یقیناً وہ دل پتھر سے زیادہ سخت اور گناہوں کی کثرت سے بالکل زنگ آلود ہے۔ اس کو صدق دل سے توبہ کرنی چاہئے۔ امید ہے کہ خدائے رحیم و کریم اس کے گناہ بخش دے گا، اور اس کے دل کو صاف کر کے اس کی سختی کو نرمی سے بدل دے گا۔

☆☆☆

ہماری آزادی؟

محمد احمد بلال

برطانوی سامراج کو ہندوستان کی تاریخ کا "Diaspora" کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی اور بعد ازاں برطانوی تخت کے براہ راست تسلط نے اقوام برصغیر کو بے بس کیے رکھا۔ ہندوؤں کی نسبت یہاں کے مسلمانوں کا معاملہ اس لحاظ سے بھی قابل رحم ہے کہ ان کو انگریزوں نے نہ صرف شہری آزادی سے محروم کیے رکھا بلکہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ذہنی غلامی کی ایسی زنجیروں میں جکڑا جس سے آج تک یہ قوم نجات نہیں پا سکی۔ لارڈ میکالے نے ایک بار کہا تھا کہ ہم ہندوستان میں ایک ایسا تعلیمی نظام رائج کریں گے کہ جس سے گزرنے کے بعد یہاں کے لوگ اپنی چمڑی کے اعتبار سے تو ہندوستانی لگیں گے، مگر طرزِ معاشرت اور سوچ و فکر کے لحاظ سے یورپی ہوں گے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اس ذہنی غلامی کے جال میں ہم پھنستے ہی چلے گئے۔

اُس نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے، کیا رہائی ہے

علامہ اقبالؒ نے اپنے کلام کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں کو نہ تو مادی وسائل ہی مہیا کر دیے کہ وہ انگریزوں کو یہاں سے مار بھگاتے اور نہ ہی انگریزوں کو مسلمان بنا لیا کہ دشمن اپنی موت آپ ہی مر جائے، بلکہ اسی مفلوک الحال قوم کے اندر ایک نیا جذبہ، نئی اُمنگ اور ہمت پیدا کی۔

اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو
لاہور سے تاخاکِ بخارا و سمرقند

ایک غلام قوم کے دلوں میں آزادی کی ایسی شمع روشن کی جس کے نتیجے میں دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی مسلمان ریاست اُبھر کر سامنے آئی، اور یوں مسلمانوں نے انگریزوں اور ہندوؤں کی دوہری غلامی سے نجات حاصل کی۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد بجائے اس کے کہ ہم بحیثیت قوم اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اس کی نعمت کا شکر بجا لاتے اور اس دھرتی کا تعلق عملاً "لا الٰہ الا اللہ" کے ساتھ جوڑتے، ہم نے اپنے وعدہ اور شریعت کی تعمیل اور نفاذ سے روگردانی کی۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے ہندو کا خوف دوبارہ ہمارے دلوں میں بٹھا دیا۔ جس کی وجہ سے ہمیں امریکہ بہادر کے سامنے سجدۂ تعظیمی کرتے ہوئے فوجی امداد کے تقاضے کرنا پڑے۔ علامہ اقبالؒ نے جس ذہنی غلامی سے ہمیں نجات دلائی تھی، ہم نے پھر سے اُسے گلے لگا لیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم ایک اللہ کو اپنا نگہبان بناتے، مگر افسوس کہ ہم نے غیر اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونے کو ترجیح دی۔

وہ دن اور آج کا دن، پاکستانی قوم تہذیب و ثقافت کی حدود پھلانگتے ہوئے امریکہ اور یورپ کی جُگ جُگ جھپیاں لے رہی ہے۔ ہماری نوجوان نسل انگریزی بولنے پر فخر کرتی ہے۔ مغربی طرز ہی اعلیٰ معیار کی علامت ہے۔ مشرقی اقدار حیا، پردہ اور خاندانی نظام تو گویا مفلسی کا ولدر ہیں، جنہیں جتنا جلدی ہو سکے اُتار پھینکنا چاہیے۔

ہم علمی احتیاج میں اس قدر دور نکل گئے ہیں کہ بجلی پیدا کرنے کے ذرائع تلاش کرنا بھی اب ہمارے بس کی بات نہیں رہی۔ ملک کے ہر بڑے صنعتی پراجیکٹ پر کام کے لیے باہر کی کمپنیوں کی مدد لینا پڑتی ہے۔ ہمارے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے اب حکومتی سکالرشپ پر باہر بھیجا جاتا ہے۔ ہمارا مواصلاتی نظام بھی غیروں کے کنٹرول میں ہے، جب چاہیں جام کر دیں۔ 62 سال میں ہمارے اندر یہ صلاحیت بھی نہ پیدا ہو سکی کہ اپنے ملک میں پائی جانے والی معدنیات کو ہی استعمال کرنے کے قابل بناتے۔

ہماری اندرونی پالیسی بھی IMF اور ورلڈ بینک طے کرتے ہیں۔ فوجی آپریشن ہو یا ضروری اشیاء کی قیمتوں کا تعین سب کچھ Dictate کروا دیا جاتا ہے، اور ہم اس ڈکٹیشن کی تعمیل فرض سمجھتے ہیں، خواہ اس کے لیے سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ مجبوراً راتوں رات آرڈیننس جاری ہوتے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی سے تو ہمارا کوئی سروکار ہی نہیں ہے۔ جس جنگ میں ہمارے ہی ملک پہ حملے ہو رہے ہوں، وہ بھی ہماری ہی ہوتی ہے۔

ایک طرف عالمی طاقتوں کا خوف، ذہنی غلامی، تہذیبی نقالی اور علمی احتیاج کی یہ انتہا ہے اور دوسری جانب ہم نے حسب سابق امسال بھی اپنا یوم آزادی پورے جوش و خروش سے منایا، اسلام آباد اور چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں توپوں کی سلامی دی گئی۔ سرکاری عمارتوں پر سبز ہلالی پرچم لہرائے گئے۔ بڑے بڑے شہروں میں نوجوانوں نے خوب ہلڑ بازی کی۔ یہ سب اپنے آپ ہی کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ہم کس آزادی کی بات کر رہے ہیں؟ وہ آزادی جو نعروں کی گونج تک محدود ہے۔ اللہ نے تو ہمیں آزادی سے نوازا، لیکن ہم نے آزادی کو غلامی میں تبدیل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ میرے خیال میں ہماری آزادی محض ایک بلکتے اور سسکتے ہوئے معاشرے کے لیے ایک ڈھارس ہے، ایک کھوکھلا ڈھانچہ ہے جس کی بنیادوں تک کو دیمک چاٹ چکی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس ذہنی غلامی سے نجات حاصل کریں جو انگریز کے جانے کے بعد اس ملک کی اشرافیہ نے ہم پہ مسلط کر رکھی ہے۔ مظلومی، محکومی اور کمتری کے احساسات کو اپنے دامن سے جھٹک کر ایک نئی ابتدا کریں۔

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی، کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!

اس جدید دور میں افغان قوم کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جس قوم نے ذہنی غلامی کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیا ہو، اس کو دنیا کی تمام قوتیں مل کر بھی غلام نہیں بنا سکتیں۔ مسلمان کا یہ شیوہ نہیں کہ کٹھن حالات کو مجبوری بنا کر مستقبل کی طرف پیش قدمی روک دے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

☆☆☆

ترجمہ: خ م

کروسیڈی یلغار کے معاملے میں روایتی نظریاتی حریفوں

کیتھولکس اور ایونجلسٹس کا اتحاد

Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade

کا قسط وار اُردو ترجمہ

جیور جیو فراری پیچھے بیان کردہ تجزیے سے مختلف رائے پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "بش یا اس کے انتخابی منیجر کیرل رووو (Karl Rove) کے پیش نظر جو ہدف تھا وہ صرف امریکی اقدار کا تحفظ تھا، نہ کہ اُسامہ یا کوئی جنگی معرکہ"۔ وہ کہتا ہے: "ہم یورپ والے ان باتوں کو کم ہی سمجھ سکتے ہیں۔" فراری کو جذباتی طور پر "امریکہ کے اندر ایک ایسا امریکہ" نظر آتا ہے جہاں ہر شخص اپنے آپ کو مامون پا سکے اور یہ صرف وہی امریکہ ہو سکتا ہے جو ان نیوکانز (بش اینڈ کو) کے پیش نظر ہے —— اُس کا خیال ہے کہ ان لوگوں کو جلدی میں (بات کی پیچیدگی کو سمجھے بغیر) ایسے (متعصبانہ) ناموں جیسے نیو کنزرویٹیوز، بورن اگین کریچنز یا تھیوکانز سے معروف کرنا غیر مناسب ہے۔ "ان کا مطمع نظر انتخابی معرکہ میں بھی صرف اور صرف اخلاقی اقدار ہے۔" فراری کا دل پسند امریکہ وہی ہے جو "amazing grace" (امریکیوں کا خوبصورت ترین حمدیہ گیت) گاتے ہوئے عراق پر اپنی "اقدار پر مبنی سسٹم" کو بچانے کے لیے حملہ آور ہوا۔

اگر یہی منطق درست ہے تو پھر طالبان کا یہ حق کیوں تسلیم نہیں کیا گیا کہ وہ بھی اپنے ہی ملک میں اپنی اقدار پر مبنی نظام (اسلام) کے مطابق زندگی کا لائحہ عمل ترتیب دے سکیں۔ اگرچہ طالبان کا طریق کار کمزوریوں اور نقائص سے خالی نہ تھا، تاہم اسلام کے غلبہ کے لیے ان کی جدوجہد کی بدولت مسلمانوں میں ایک مباحثہ برپا ہو چکا تھا۔ انہی خیالات کی وجہ سے دورِ جدید کے "کروسیڈرز" کے دلوں میں اندیشے اُٹھنے لگے اور اُنھوں نے "ہمارا طرز زندگی" اور "ہماری اقدار" جیسے نعروں کے ذریعے لوگوں کو ڈرانے دھمکانے کے منصوبہ پر کام شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج امریکہ میں مذہبی، سیاسی اور عسکری قوتیں یکجا ہو کر اسلام کے خلاف کام میں لگی ہوئی ہیں۔ طالبان کی سیاسی قوت (حکومت) کو گرا کر اور مسلم اکثریتی دُنیا کے قلب، عراق میں جا داخل ہونے کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ امریکی تاریخ میں پہلی دفعہ مذہبی فرنٹ نہایت پختگی کے ساتھ اپنی پسندیدہ سیاسی قیادت (کروسیڈرز) کی پشت پر آن کھڑا ہوا۔

بیرون امریکہ، 4 جون 2004ء کو بش اور پوپ جان پال کی ملاقات کے بعد جاری ہونے والا اعلامیہ یہ پوری شہادت دیتا ہے کہ صلیبی دُنیا کے مذہبی اور سیاسی محاذوں کے درمیان اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کے لیے ایک طویل المدت گٹھ جوڑ ہو چکا ہے۔ سیاسی محاذ کے ہاتھ میں فوجی قوت تو پہلے ہی ایک موثر ہتھیار ہے۔

میتھوڈسٹ اور کیتھولکس کے درمیان قربت کے آثار 2004ء سے پہلے ہی نظر آنے لگے تھے، تاہم الیکشن کے نتائج سے یہ خوب واضح ہو گئے۔ ان انتخابات میں کیتھولکس ووٹ بش اور کیری کو بالترتیب 52 اور 47 کے تناسب سے ملے۔ جبکہ 2000ء میں یہ تناسب بش اور ڈیموکریٹ امیدوار میں 48 اور 51 تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کروسیڈ سے کتنا فرق پڑ گیا۔

ایک موثر کارروائی جو ہونے والی ہے وہ امریکن کیتھولکس اور ان کے پرجوش مذہبی حریفوں ایوانجلسٹ پروٹسٹنٹس کے درمیان قریبی رابطوں کا معاملہ ہے، جسے مذہبی تجزیہ کار امریکی تاریخ کا ایک عجوبہ سمجھتے ہیں۔ ان دونوں فرقوں کی قربت جتنی زیادہ ہوگی، رائے عامہ کے ماہرین ان سے اسی نسبت سے متاثر ہوں گے۔

یہ روایت کہ کیتھولکس ہمیشہ ڈیموکریٹس کے حق میں اور ایوانجلیکلو ری پبلکن کے حق میں کھڑے ہو جاتے ہیں، اب مکمل طور پر بدل ہو چکی ہے۔ بہت سے بشپ ایسے تھے جنہوں نے کیری کا اس لئے ساتھ دینے سے انکار کر دیا کہ وہ ایک ایسی جارحیت کے خلاف تھا جس میں مذہبی جذبہ شامل کیا گیا ہو۔ بہت سے کیتھولکس نے ایوانجلیکلو کے ساتھ بش کی حمایت میں ہوائی کی جو اپنے آپ کو اللہ کا "فرستادہ" سمجھنے لگا تھا اور جس کا دعویٰ تھا کہ مسلم ممالک پر ان حملوں اور بزور قابض ہونے سے وہ اللہ کی مرضی پوری کرنا چاہتا ہے۔ بہت سی بااثر مذہبی شخصیات نے بش کے افغانستان پر حملہ آور ہونے میں ایک کلیدی کردار ادا کیا۔

مختلف النوع کروسیڈرز کے اتحاد کو تنہائی سے نکل کر پبلک کے سامنے آنے میں کچھ وقت لگا۔ اس اتحاد کا ایک اچھا خاصا مظاہرہ اُس وقت دیکھنے میں آیا جب 2004ء میں بش، پوپ میٹنگ سے سات دن پہلے بش کی ملاقات مذہبی رہنماؤں کے ایک پینل کے ساتھ واشنگٹن میں ہوئی۔ اس ملاقات کا اہتمام مشہور رسالے "Christianity Today" نامی جریدہ نے کیا تھا، جس کی بنیاد معروف اسلام دُشمن ایونجلسٹ بلی گراہم نے ڈالی تھی۔ اس گروپ میں بہت ہی بااثر کیتھولکس شامل تھے، مثلاً Crises کے ایڈیٹر ڈیل ہڈسن اور دوسرے ایف آر رچرڈ جان نیوہاس جو رسالہ "First Things" کے ایڈیٹر تھے۔

"Christianity Today" نے اپنے آن لائن ایڈیشن کے ذریعے چند گھنٹوں پر محیط انٹرویو کی روداد جس طرح نشر کی، اس سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ بش، ایوانجلسٹس، کیتھولکس اور دیگر مذہبی منکرین اسلام اور مسلم دشمنی کے متعلقہ تمام معاملات میں ہم آہنگ ہیں۔ اس انٹرویو میں بش نے مختلف موضوعات سے متعلقہ سوالوں کے جوابات دیئے۔ ان میں اسرائیل و عراق جیسے معاملات سے لے کر پوپ، اسلام، کیوبا، دہشت گردی، تشدد، خاندان، سکول اور عبادت جیسے موضوعات شامل تھے۔

> بش نے دعویٰ کیا کہ وہ "دوبارہ جنم یافتہ" عیسائی ہے، جس نے بائبل کو ایک سال کے عرصہ میں ازسرنو پورے کا پورا پڑھنے کا ارادہ کیا ہے

نشریہ بار بار یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اتحاد و اتفاق کا پورا پیکر تو بش ہی (کی ذات شریف) ہے ❶۔ کروسیڈ کا علانیہ حوالہ اور طالبان حکومت گرانے کے لیے

> مسلم دُنیا کے مہرے پرویز مشرف نے 4 مارچ 2001ء کو نیوز ویک کے رپورٹر کو فخریہ انداز میں بتایا: ''میں پانچ وقت نماز اس لئے نہیں پڑھتا تاکہ معلوم ہو کہ مجھے مذہب کی اتنی پروا نہیں۔''

عملی اقدام بُش کے دو ایسے اقدامات ہیں، جنہوں نے کیتھولکس اور ایوانجلسٹس پروٹسٹنٹس کو مذہبی فرنٹ پر اکٹھا کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

مسلم دُنیا کے مہرے جیسے پرویز مشرف کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو، جس نے 4 مارچ 2001ء کو نیوز ویک کے رپورٹر کو فخریہ انداز میں بتایا: ''ہم پانچ وقت نماز اس لئے نہیں پڑھتے کہ معلوم ہو کہ ہم مذہب کی اتنی پروا نہیں کرتے۔'' ❷ (اناللہ وانا الیہ راجعون) دوسری طرف بُش نے یہ بتانے میں بھی تردد نہیں کیا کہ وہ بلاناغہ ہر صبح مشہور ایوانجلسٹ روحانی استاد اسولڈ چیمبر (1917-1874) کی تحریروں سے ایک صفحہ ضرور پڑھتا ہے۔ ظاہر ہے ''کروسیڈ'' کے حوالہ کا اتنا بے باکانہ استعمال ایک ایسا غیر متزلزل آدمی ہی کرسکتا ہے جو ہر دن کی ابتدا عبادت میں جھکنے اور ہر کیبنٹ میٹنگ کا آغاز دعاؤں سے کرتا ہو۔ ❸

بُش کے مذہبی عقائد اور جذبات کی مزید تصدیق اُن رپورٹوں سے ہوتی ہے، جن میں کہا گیا ہے کہ وہ سینٹ Leoyd (ملا) سے وابستہ ایک سابق ایوانجلیکل استاد ogilive کی تحریروں کا باقاعدہ قاری ہے۔ بُش کا دعویٰ ہے کہ وہ ''دوبارہ جنم یافتہ'' عیسائی ہے، جس نے بائبل کو ایک سال کے عرصہ میں از سرِ نو پورے کا پورا پڑھنے کا ارادہ کیا ہے، اسی طرح جس طرح کہ اس نے 86-1985 میں ڈونالڈ ایوانز بائبل سکول کو اٹینڈ کرنے کے بعد کئی دفعہ ایسا کیا تھا۔ بُش اکیلا نہیں، بدقسمتی سے پورا وائٹ ہاؤس مذہب کے زیرِ اثر ہے۔ وہائٹ ہاؤس میں بحیثیت تقریر نویس داخل ہوتے وقت ڈیوڈ فرم نے سب سے پہلے جو الفاظ سنے تھے وہ تھے "Study missed you at Bible" ❹

افغانستان میں اکیسویں صدی کے کروسیڈ اور عیسائیوں کے مختلف فرقوں کو مدغم کرنے کی راہ ہموار کرنے کے لیے رابرٹ بروک اور رابرٹ رائیکل کے علاوہ بُش کے نزدیک ترین ساتھیوں میں ایک بہت بااثر کیتھولک پادری فادر نیوہاس جیسی شخصیت بھی شامل ہے، جو بیک وقت مذہبی عالم بھی ہے اور سیاسی تجزیہ نگار بھی۔ یہ تمام کے تمام کیتھولکس ہیں جو پروٹسٹنٹس کی راہ پر چل نکلے ہیں۔ فادر نیوہاس کیتھولک نیو کانز جریدے ''First Things'' کا مدیر اعلیٰ ہے۔

بہت سے شواہد افغانستان پر جارحیت کو کروسیڈ ثابت کرتے ہیں۔ اگرچہ بعض گرافک توضیحات اور چارٹس ایسے بھی موجود ہیں جو تیل کی کمپنیوں کے Family Tree Structure میں مختلف شخصیات کی پوزیشنوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور ان چارٹس سے یہ لگتا ہے کہ یہ جنگ تیل اور پائپ لائنز کے لیے ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس جنگ کو مذہب کے زیرِ اثر لوگوں نے بھڑکایا اور اب وہی اس کو مذہبی جنون کے ذریعے توسیع دے رہے ہیں۔

بُش کے قریبی مشیر نیوہاس جس کا پیچھے ذکر کیا گیا ہے، کا قریبی ہمراز مائیکل نواک ہے جو گریگورین کلیسائی یونیورسٹی کا فارغ التحصیل ہے اور اب بھی روم میں دینیات کے شعبہ جات میں تدریس کی ذمہ داری انجام دے رہا ہے —— عراق پر امریکی حملے سے پہلے نواک ویٹی کن منتقل ہوا، تاکہ وہاں عراق پر دوسری بار حملہ کے سلسلہ میں بُش کے فیصلہ کے مذہبی جواز کے حق میں بیانات نشر کرے۔ اس ساری تفصیل سے یہ بات اب واضح ہوگئی ہے کہ طالبان کو ہٹانے کے لیے بُش کے ہاتھ میں اسلحہ کے ساتھ مذہبی جواز کا سرٹیفکیٹ بھی بحیثیت ہتھیار موجود تھا۔ ایک انٹرویو میں بُش نے صاف بتایا کہ مجھے فادر رچرڈ کی اپنے قریب موجودگی کی بہت ضرورت ہے، اسی طرح نیوہاس کو ضرورت ہے کہ ایوری ڈلس اس کے ساتھ موجود رہے، نہ صرف اس کے ''First things'' (جریدے کا نام) میں ہاتھ بٹانے کے لیے، بلکہ وسیع تر منصوبہ بندی کے لیے بھی، کیونکہ وہ بھی سیاسی اور مذہبی محاذوں پر اسلام کے خلاف کام کرنے میں کافی سرگرمِ عمل ہے۔''

ایوری ڈلس کو 2001ء میں Jesuit سے Cardinal کی پوزیشن پر ترقی دی گئی۔ اس ''سرتاپا مذہبی عیسائی'' (bornagain christain) کا تعلق WASP کے ایک خاندان سے ہے۔ اس کا باپ جان فاسٹر ڈلس صدر آئزن ہاور کے عہدِ صدارت میں سیکرٹری آف سٹیٹ تھا اور اس کا چچا ایلن ڈبلیو ڈلس سی آئی اے کا سربراہ تھا۔

جس طرح افغانستان پر صلیبی یلغار کے لیے منصوبہ بندی 9/11 سے کافی پہلے ہو چکی تھی، اسی طرح پردہ کے پیچھے ہونے والے واقعات بھی بُش کے انتخاب کے ساتھ محض ایک رات میں ہی ظہور پذیر نہیں ہوئے اور نہ ہی یہ (کروسیڈ) بُش کے رخصت ہونے کے ساتھ ختم ہوسکیں گی (یہ تو جاری رہیں گی)۔ یاد رہے کہ امریکہ میں ایوانجلیکلز اور کیتھولکس کے درمیان اتحاد کے لیے کوششیں سوویت یونین کے زوال کے ساتھ ہی شروع کی جاچکی تھیں (جب اسلام کو اپنا نیا ہدف قرار دیا جا رہا تھا)۔ 90 کی دہائی کے وسط میں ان دونوں فرقوں کی ایک مشترکہ دستاویز کا واضح ٹائٹل تھا: Evanglicals & Catholics together'' (ایوانجلیکلز اور کیتھولکس ایک ساتھ ہیں۔)

نظریاتی حریفوں کے اس اتحاد کو طالبان کی آمد اور ان کے اس اعلان نے کہ ''قرآن ہمارا آئین ہے'' اور زیادہ تقویت دی۔ اس سلسلہ میں ہونے والے اجتماعات میں ایوانجلیکلز کی سربراہی چارلس کولسن نے کی، جو صدر نکسن کا سابق اسسٹنٹ تھا اور جو واٹر گیٹ سکینڈل میں بدنامی کے پاتال میں جاچکا تھا، تاہم وہ دوبارہ نمایاں ہوا، صرف اس لئے کہ وہ ''سراسر مذہبی عیسائی ہے''۔ بُش کے مشیر نیوہاس نے کیتھولکس کی نمائندگی کی۔

جس وقت مسلمانوں کو مختلف ناموں کے تحت ریڈیکلز، ماڈریٹ، اسلامسٹ وغیرہ گروپوں میں تقسیم کرنے کی سازشیں ہو رہی تھیں، کروسیڈ کے مذہبی فرنٹ کے رہنماؤں نے اپنے مختلف فرقوں کو اکٹھا کرنے میں خاصی کامیابیاں حاصل کیں۔ نیوہاس نے ایوانجلیکلز کو رام کرنے کے لیے ''The Naked Public Square'' نامی کتاب شائع کردی۔ یہ ایک اعلانِ بیداری والی تصنیف تھی، جس میں مذہبی محاذ کی توجہ عوامی زندگی سے مذہبی رنگ غائب ہونے کے المیہ کی طرف مبذول کرانے کی کامیاب کوشش کی گئی تھی۔ کتاب کا خاصہ یہ تھا کہ اس میں دونوں فرقوں کی مشترکہ اقدار کو اُجاگر کرکے عملی زندگی میں بروئے کار لانے پر زور دیا گیا تھا۔ تب سے ان ایوانجلیکلز کو بڑی کامیابی ملی ہے، جنہوں نے ایک ایسے نظریہ کی آبیاری کی، جسے اسلام کے خلاف میڈیا، اکیڈمک، سیاسی اور عسکری تمام محاذوں پر استعمال

کیا جاتا ہے۔ یو ایس نیوز کے 24 اپریل 1995ء کا عنوان ان الفاظ میں تھا: "مذہبی بنیاد پرستوں کو یقین ہے کہ ان کا وقت آ گیا ہے، لہٰذا وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں قوت حاصل کریں"۔ انہی ایام میں ان کے نظریاتی حریف طالبان اس حالت میں ایک اسلامی امارت کے قیام میں مصروف تھے کہ نہ تو ان کو کوئی تجربہ حاصل تھا اور نہ باہر سے کوئی رہنمائی۔ 2001ء میں طالبان کے خلاف جنگ سے ثابت ہوا کہ اب امریکہ میں نہ صرف یہ کہ مذہبی جنونیوں نے قوت حاصل کر لی ہے بلکہ وہ ریاستی پالیسی پر بھی اس حد تک اثر انداز ہو چکے ہیں کہ انھوں نے اپنے زیر نظر موعومہ دشمنوں پر حفظ ماتقدم کے طور پر حملہ کرنے کی راہ بھی نکال لی ہے۔ امریکہ میں جیمز ڈوبسن جیسے بنیاد پرستوں کی رہنمائی میں "اللہ کی زمین پر بادشاہت" کے قیام کے لیے مذہبی عیسائیوں کے قوت پکڑنے کے ساتھ ساتھ بیسویں صدی کے آخری عشرہ میں افغانستان میں بھی اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے کوششیں بیک وقت شدت اختیار کر گئیں۔

2001ء میں دیکھا گیا ہے کہ امریکی قصر صدارت کی ترجیحات کے تعین میں مذہبی قیادت کا کردار فیصلہ کن رہا ہے، جن میں افغانستان پر حملہ اور طالبان حکومت کو گرانا، سوڈان کے خلاف "امن" کے بہانے اقدامات اور عراق پر حملہ اور اسرائیل کی زیادہ اہتمام کے ساتھ حمایت، جیسے فیصلے شامل ہیں ـــــ اس سلسلے میں "کرسچن سٹیٹس مین" کے ایک مضمون جس کا عنوان "Christinization of the Republic Party" ہے، میں لکھا ہے: "کرسچن کنزرویٹو جسے بحیثیت ایک چھوٹی سی علاقائی تحریک پہلے کچھ خاص وقعت حاصل نہیں تھی، اب ہر جگہ سیاست میں ایک نمایاں کردار کی حیثیت سے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی نمائندگی ری پبلکن پارٹی سٹیٹ کمیٹیوں میں 36 فیصد تک جا پہنچی ہے۔ اس طرح غیر ری پبلکن کمیٹیوں میں بھی ایک عشرہ پہلے کے مقابلے میں اب ان کی تعداد دگنی ہو چکی ہے۔ اس طرح ان کا ہر بنیادی ادارے میں کافی اثر و رسوخ ہے، اور اب یہ عوامی نمائندگی کی پوزیشنوں پر اپنے لوگوں کو منتخب کرنے کی پوزیشن میں آ چکے ہیں۔"

بلاشبہ مذہبی طور پر جذباتی لوگوں کا افغانستان پر حملہ میں نمایاں کردار رہا ہے۔ اِس حملہ تک اگرچہ مذہبی گروہ کی حمایت خفیہ تھی، مگر 2003ء میں عراق پر حملہ کی ویٹی کن نے برملا مکمل حمایت کی، جبکہ پہلے اس کا رویہ اس کے بالکل خلاف رہا تھا۔ اس قسم کی تبدیلیاں نئی تھیں، نہ غیر معمولی۔ ویٹی کن میں امریکی سفیر کی کتاب "United states & the Holy Sea: The long History" مذہبی محاذ کی سیاسی مہم جوئی پر بھرپور بحث کرتی ہے۔ یہ کتاب ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور بحیرہ مقدس (مذہبی فرنٹ جس کا ویٹی کن نمائندہ ہے) کے درمیان 1788 سے اس کے سفارتی تعلقات کی ابتدا سے آج تک کے معاملات کو ایک مرتب صورت میں پیش کرتی ہے۔ (جاری ہے)

References:

1) Sherly Henderson Blunt, Bush calls for Culture change president says new era of responsibility.

(2) Musharraf told Corla power of the News week, March 4, 2001 that his fellow General pray five times aday, But I might have a different approach

(3) John Mickleth wait & Adrian wooldridge: The Right National Conservative power in America, penguin, 2004, page 145

(4) Ibid. John Micklethwait. page 145.

رمضان المبارک کے دوران

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے تحت ہونے والے ترجمہ قرآن کے پروگراموں کی فہرست

نام تنظیم		مقام	مدرس
سمن آباد + اقبال ٹاؤن	مکمل دورۂ ترجمہ قرآن مع تراویح	مسجد جنت کعبہ N-866 پونچھ روڈ سمن آباد لاہور*	چودھری رحمت اللہ بٹر
ماڈل ٹاؤن + قرآن اکیڈمی		مسجد قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور*	ڈاکٹر غلام مرتضیٰ
لاہور شرقی		ادارہ اصلاح و تبلیغ 362 بی بلاک فیز III جوہر ٹاؤن	انجینئر حافظ عبداللہ محمود
گڑھی شاہو		مرکزی دفتر تنظیم اسلامی A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور	انجینئر عاطف عماد
//		اعظم ماڈل سکول (شملہ روڈ) عقب شالیمار ڈگری کالج نزد گکڑی تال باغبانپورہ لاہور*	شکیل احمد
صدر	[illegible]	مسجد نور (المعروف ایک مینار والی مسجد) چوک گلستان کالونی مصطفیٰ آباد (دورانیہ سوا دو گھنٹے)*	اقبال حسین
شمالی نمبر 1	خلاصہ مضامین قرآن مع تراویح	خلافت بلڈنگ مکان نمبر 3، گلی نمبر 17 ذین پورہ شادباغ لاہور*	عبدالرزاق صاحب
چھاؤنی		مسجد مکتب خدام القرآن 14 اکیڈمی روڈ والٹن لاہور*	مرزا محمود الحسن
شاہدرہ		مسجد نور الہدیٰ سوئی گیس روڈ مین فیروز والا (آخری پندرہ پارے روزانہ آدھا پارہ)	اقبال حسین + افتخار احمد
لاہور صدر		مسجد الہدیٰ بہار شاہ روڈ ڈی بلاک الفیصل ٹاؤن لاہور کینٹ* (دورانیہ 1 گھنٹہ)	مولانا امین سواتی
گڑھی شاہو		(آخری پندرہ پارے) 235 لاریکس کالونی گڑھی شاہو لاہور	ڈاکٹر محمد ابراہیم
لاہور وسطی	خلاصہ مضامین قرآن بعد از تراویح	مسجد تاج آرکیڈ بیسمنٹ جیل روڈ لاہور بالمقابل سروسز ہسپتال	شکیل احمد
//		مسجد فضلیہ مونگیا سٹریٹ دیوسماج روڈ سنت نگر لاہور	شیخ نوید احمد
//		مسجد مرکز اسلامی بنک روڈ نزد بیڈن روڈ لاہور	نثار احمد خان
گڑھی شاہو		مکی مسجد لاریکس کالونی نمبر 2 ایکسٹینشن کینال بینک گڑھی شاہو	حسان ادریس
شیخوپورہ	خلاصہ مضامین قرآن	مسجد خدیجۃ الکبریٰ محلہ غوث نگر نزد ڈانڈا پھاٹک جی ٹی روڈ شیخوپورہ	قیصر جمال فیاضی (بعد نماز عصر)
//		مسجد حافظ دلشاد جہانگیر آباد شیخوپورہ	حماد خالد فیاضی (بعد نماز عصر)

*=ان مقامات پر خواتین کی شرکت کا بھی انتظام ہے۔

سانحہ گوجرہ: حقائق کیا ہیں؟

ندائے خلافت کے اداریہ نگار کو بھی واقعہ پر حاشیہ آرائی سے پہلے قرآنی حکم کے مطابق تحقیق کرنی چاہیے تھی

نصح وخیر خواہی کے جذبہ سے لکھا گیا ایک قابل قدر مکتوب

محترم ومکرم جناب ایوب بیگ صاحب!

السلام علیکم ! ندائے خلافت کے گزشتہ شمارہ (یعنی شمارہ نمبر 32) میں آپ نے "سانحہ گوجرہ" کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ" اب تک دستیاب اطلاعات کے مطابق کسی نے عربی کی کوئی تحریر جو قطعی طور پر قرآن پاک کی آیات نہ تھیں، دیکھ کر یہ افواہ پھیلادی کہ عیسائیوں نے قرآن پاک کی توہین کی ہے اور اسے پھاڑ کر زمین پر بکھیرا ہوا ہے۔ بس پھر کیا تھا، آناً فاناً ہجوم نے بعض عیسائیوں کے گھر جلادیے......اور ہمارے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا......"

محترم!

سانحہ گوجرہ کے پس پردہ واقعہ کی تحقیق ہونی چاہیے تھی، مگر صدر، وزیر اعظم، وزیر داخلہ، خادم اعلیٰ پنجاب اور سرکاری اور غیر سرکاری میڈیا نے یکطرفہ موقف پیش کیا، جس کی رو میں ندائے خلافت کے اداریہ نویس بھی بہہ گئے۔ آپ نے سورۃ الحجرات کی ایک آیت کا حوالہ دیا کہ خبر کی تحقیق کرنا اور پھر اقدام کرنا اہل ایمان کے لیے قرآنی ہدایت ہے۔ تو یہ حکم اور ہدایت آپ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اداریہ تحریر کرنے سے پہلے آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اس واقعہ کی پوری تحقیق کرتے اور پھر کسی ٹھوس بات پر حاشیہ آرائی اور اظہار خیال کرتے، مگر آپ نے بھی "دستیاب اطلاعات" کے الفاظ میں پناہ لے کر مذکورہ آیت قرآنی کی ہدایت کو نظر انداز کیا ہے۔

جناب والا! اس وقت پوری دنیا میں عالم کفر ملتِ واحدہ بن کر پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن پاک کی علانیہ اور دیدہ دلیری کے ساتھ توہین کر رہا ہے۔ ڈنمارک میں خاکوں کا معاملہ ہو یا گوانتاناموبے کی جیل میں قرآن پاک کو بیت الخلاء میں پھینکنے کے واقعات ہوں، ہر جگہ یہی صلیبی جنونی ذہنیت جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔

سانحہ گوجرہ کے حوالے سے پس پردہ واقعات اس طرح ہیں کہ عیسائی برادری کے ہاں شادی کی تقریب میں کھلے عام شراب نوشی کی جارہی تھی۔ رقص وسرود کی محفل جمی ہوئی تھی اور طوائفوں پر نوٹوں کی بارش ہورہی تھی۔ اس بیہودہ ماحول میں ایک من چلے عیسائی نے قرآن پاک کے اوراق کو نوٹوں کی صورت میں کاٹ کر ہوا میں پھینکا، جو زمین پر بکھر گئے۔ یہی اوراق مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے۔ مقامی لوگوں نے اس واقعہ کے خلاف پولیس سے رجوع کیا، مگر اُن کی بات کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اگلے دن گوجرہ میں علماء کا ایک نمائندہ اجلاس منعقد ہوا جس میں عیسائی برادری کو بھی اپنا موقف پیش کرنے کا پورا موقع دیا گیا۔ عیسائی نمائندہ نے بعد از پس وپیش توہین قرآن کے واقعہ کو تسلیم کر لیا۔ تاہم کچھ لوگوں نے اس قدر سنگین گستاخانہ جسارت کے بارے میں مسلمانوں کے جذبات کو اہمیت نہ دی۔ نتیجتاً گوجرہ شہر کی تمام مساجد سے مسلمانوں سے اس سنگین جرم کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے گھروں سے نکلنے کی اپیل کی گئی۔ جس کے جواب میں ہزاروں کی تعداد میں بہت بڑا جلوس نکالا گیا۔ اس جلوس پر عیسائیوں کے گھروں کی چھتوں سے فائرنگ کی گئی۔ اس موقع پر ایک شخص کو ملزم نامزد کر کے، پکڑ کر تھانے لے جایا گیا، جہاں اُس کے خلاف ایف آئی آر درج کرانے کی درخواست کی گئی، مگر ایس ایچ او نے یہ کہہ کر ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا کہ جس قانون کے تحت اس شخص کے خلاف پرچہ درج ہو سکتا ہے اُس کے لیے سیشن جج کا حکم جاری ہونا لازم ہے۔ لہٰذا مجھے اختیارات حاصل نہیں کہ میں پرچہ درج کروں۔ ایس ایچ او کے اس جواب سے لوگ مشتعل ہوگئے، اور بعض لوگوں نے عیسائی بستی میں جا کر گھروں کو آگ لگادی۔ اگرچہ جلوس میں موجود اکثریت نے اس اقدام کی حمایت نہ کی۔ یہ انتہائی اقدام اور قانون کو ہاتھ میں لینا یقیناً قابل مذمت ہے، لیکن اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن کی توہین کے مرتکب فرد کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کا طریقہ کار اتنا پیچیدہ بنادینا بھی تو انتہائی قبیح ہے، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے، کم ہے اور اس پر لوگوں کا مشتعل ہوجانا فطری ہے۔ بہر حال جب چند لوگوں نے عیسائی بستی کے گھروں کو آگ لگائی، تو اس کی پاداش میں پولیس کو انہی لوگوں کو گرفتار کرنا چاہیے تھا، جو اس میں ملوث تھے۔ اس کی بجائے پولیس نے اپنی روایت کے مطابق پولیس گردی کی حد کر دی۔ اُس نے بے قصور مسلمانوں کو گھروں سے پکڑ پکڑ کر گرفتار کیا، اور اُن پر بے پناہ تشدد کر کے سفاکیت کا بدترین مظاہرہ کیا۔

توہین قرآن کے واقعہ کے بارے میں حکومت اور این جی اوز کا کہنا ہے کہ ایک عیسائی ردی فروش کو کتابوں کے کچھ اوراق ملے۔ اُس نے وہ خرید لئے۔ ان اوراق میں کچھ قرآنی اوراق بھی تھے۔ ایک بچے نے انجانے میں یہ اوراق ردی فروش سے لے کر اُن کو کاٹ کر رات کو شادی کی محفل میں پھینکا۔ اگر یہ واقعہ یوں بھی ہوتا تو بھی اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ کم از کم حکومت یہ تو تسلیم کر رہی ہے کہ توہین قرآن ہوئی ہے، اس کی صورت خواہ کچھ بھی ہو۔ اس حوالہ سے بھی حکومت کو کوئی اقدام کرنا چاہیے تھا۔ اگرچہ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ یہ واقعہ بعض NGOs نے معاملے کی سنگینی کو کم کرنے کے لیے گھڑا ہے۔

خیر اندیش

نعیم اختر عدنان

برطانیہ میں شرعی عدالتیں

کل تک جو دانشور اور ماہرین اسلام کے عادلانہ نظام کو فرسودہ اور ناقابل قبول قرار دے رہے تھے، آج وہی شرعی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کرنے لگے ہیں۔ یہی تو اسلام کا معجزہ ہے

عبداللہ

پوری دنیا میں اس وقت اسلام کے خلاف ایک مربوط، منظم اور ہمہ جہتی تحریک چلی ہوئی ہے اور خاص طور پر اس کے دیوانی اور فوجداری قوانین پر شرمناک اعتراضات کیئے جارہے ہیں۔ ہر کوئی اپنے ظرف اور ضمیر کے بقدر اسلام کو مشق ستم بنائے ہوئے ہے اور اس کو ایک جہادی مذہب ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ ان کے نظریہ کے مطابق اسلام کے قوانین فرسودہ اور ناقابل قبول ہوچکے ہیں اور خاص طور پر اسلام کا رویہ عورتوں کے تعلق سے بڑا بے رحم اور ظالمانہ ہے۔ اسلام دشمن تحریک کی رہنمائی وہی امریکی اور یورپی ممالک کررہے ہیں جن کا اپنا معاشرہ جرائم سے لت پت اور اخلاقی اعتبار سے ناآسودہ حال ہے، جن کا خاندانی نظام بکھر چکا ہے اور جہاں زناکاری، اغوا، طلاق، چوری، قتل، دیگر جرائم کے علاوہ تجارتی، معاشرتی اور دیوانی تنازعات کا گراف تیزی سے بڑھتا جارہا ہے۔ انسانی احترام گھٹ رہا ہے اور جہاں عورتوں کا سب سے زیادہ استحصال ہورہا ہے اور حقوق انسانی کی پامالی ہورہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالات کی ناہمواریوں سے مایوس ہوکر بڑی تعداد میں لوگ عیسائی مذہب ترک کرکے اسلام کی آغوش میں پناہ لے رہے ہیں اور قلبی سکون محسوس کررہے ہیں۔ حالات اتنے بدلتے جارہے ہیں کہ کل تک جو نظریہ ساز دانشور اور ماہرین قانون اسلام کے عادلانہ نظام کو فرسودہ اور ناقابل قبول قرار دے رہے تھے، آج وہی شرعی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کرنے لگے ہیں اور اس کے نتیجہ میں شرعی عدالت اور بلاسود بینک کاری کا قیام عمل میں آرہا ہے۔ یہی تو ہے اسلام کا معجزہ۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

تازہ ترین خبروں کے مطابق برطانیہ میں ایسے عیسائیوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہورہا ہے جو اپنے تجارتی، دیوانی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لئے اور تنازعات کو سلجھانے کے لیے شرعی عدالتوں سے رجوع کررہے ہیں۔ برطانوی روزنامہ دی ٹائمز نے مسلم آربیٹریشن ٹریبونل (MAT) کے حوالے سے بتایا ہے کہ گزشتہ ایک سال کے دوران ٹریبونل کے تحت کام کرنے والی شرعی عدالتوں میں آنے والے معاملات میں پانچ فی صد تعداد غیر مسلموں کی ہے کیونکہ شرعی عدالتیں برطانوی قانونی نظام کی بے ضابطگیوں سے پاک ہیں اور ان کی فراہم کردہ انصاف برطانوی قانون کے مقابلہ میں کہیں زیادہ سہل، کم خرچ والا اور زیادہ انسانی ہے۔ اخبار کے مطابق شرعی عدالتوں کی کامیابی کے مدنظر اس سال کے اواخر تک برطانیہ کے دس بڑے شہروں میں شرعی عدالتیں قائم کرکے ان کی موجودہ تعداد میں تین گنا اضافہ کرنے پر ٹریبونل غور کررہا ہے۔ ٹریبونل کے بانی بیرسٹر فضل الرحمٰن آفتاب صدیقی کے ترجمان فرید چیڈی کے مطابق اسلامی شرعی عدالتوں میں غیر مسلموں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ یہ ہے کہ یہاں باہمی افہام وتفہیم کے ذریعہ سمجھوتہ کرانے پر زور دیا جاتا ہے، جبکہ برطانوی عدالتوں میں ایسا نہیں ہوتا۔ شرعی عدالتوں کی رولنگ کو قانونی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ مقدمہ کی سماعت سے پہلے دونوں فریق شرعی عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔

شرعی عدالتوں کے خلاف مہم چلانے والوں کا دعویٰ ہے کہ اسلامی نظام شدت پسند اور خواتین مخالف ہے۔ ڈینس میکوئن کا کہنا ہے کہ ان شرعی عدالتوں میں کیا بہتری ہے۔ کیا کوئی بھی شرعی عدالت برطانوی قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے کام کرسکتی ہے؟ اس کا بہترین عملی جواب شرعی عدالتوں کی طرف غیر مسلموں کا بڑھتا ہوا جھکاؤ ہے۔ برطانوی مسلم کونسل کے ترجمان عنایت بنگلہ والا نے کہا کہ اسلامی شرعی عدالتوں کو کسی بھی ایسے معاملے میں ثالثی کرنے کے لیے آزاد ہونا چاہیے، کیونکہ یہ برطانوی قانون سے متصادم نہیں۔ یہ صرف رضاکارانہ طریقہ کار ہے۔ برطانیہ میں مسلم کمیونٹی کے سماجی اقدامات سے مربوط ایک شیڈو منسٹر بیرونس وارثی کا کہنا ہے کہ برطانیہ میں کئی فورم ہیں جو عوام کے سماجی مسائل کے حل میں ثالثی کا کردار ادا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کوئی مسئلہ درپیش نہیں ہوتا۔ شرعی عدالتوں سے بھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ برطانوی قانون کے خلاف نہیں جاتیں۔ برطانیہ میں 58 شرعی عدالتیں کام کررہی ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایسے فیصلے میں جہاں فریقین اپنی رضامندی سے معاملات فیصل کرانے آتے ہوں، اس میں برطانوی قانون کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ ایک حالیہ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ ایک غیر مسلم شخص نے دعویٰ پیش کیا کہ گاڑی کے پارٹنرشپ والے کاروبار میں اسے منافع نہیں دیا گیا۔ عدالت نے دونوں فریقین کی باتیں سننے کے بعد فیصلہ کیا کہ چونکہ معاہدہ زبانی تھا، اس لئے مسلم پارٹنر کو منافع کی رقم دینے کے لیے اس کو کسی عدالت میں مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن چونکہ اسلامی شریعت میں زبانی معاہدہ کی بھی مسلمہ اہمیت ہے، اس لئے شرعی عدالت نے غیر مسلم کے حق میں فیصلہ سنایا اور اسے مسلم فریق سے 84 ہزار پونڈ دلایا۔

برطانیہ میں شرعی عدالت کو برطانوی نظام قانون میں جگہ دینے کی وکالت برطانوی قانون دان اور مذہبی رہنماؤں کی طرف سے ہوتی رہی ہے۔ تھوڑے دنوں قبل آرچ بشپ آف کنٹربری رووان ولیمز برطانوی نظام قانون میں شرعی قوانین کو جگہ دینے کی وکالت کرچکے ہیں۔ شرعی قوانین کی تائید میں تازہ بیان انگلینڈ اور ویلز کے سینئر جج لارڈ فلپس کا ہے۔ انہوں نے نہ صرف آرچ بشپ آف کنٹربری کے بیان کی پُرزور حمایت کی ہے بلکہ یہ وضاحت بھی کی کہ شرعی قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں ڈاکٹر ولیم نے جو بیان دیا تھا اس کا عیسائی طبقوں نے غلط مطلب لیا ہے۔ لارڈ فلپس کا کہنا ہے کہ اسلامی قوانین کو برطانوی نظام قانون کو مؤثر بنانے خصوصاً کسی معاملہ میں مصالحت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شرعی قوانین کے بارے میں بہت ساری غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ آرچ بشپ نے صاف لفظوں میں کہا کہ برطانیہ میں اسلام کے شادی بیاہ، طلاق، وراثت اور کاروباری تعلق سے جو قوانین ہیں، ان کے نفاذ پر غور کیا جانا چاہیئے۔ برطانیہ میں بڑے پیمانے پر شرعی عدالتوں کے قیام اور خاص طور پر غیر مسلموں کی

طرف سے اس کے رجوع اور فیصلے کے احترام سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہزار مخالفانہ پروپیگنڈوں کے باوجود شرعی عدالت کی اہمیت تسلیم کی جا رہی اور دھیرے دھیرے وہ غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں جو اس کے خلاف پھیلائی گئیں ہیں۔

شرعی عدالتوں کی طرح اسلامی اصول پر قائم بلاسود بینک کاری کا تجربہ بھی برطانیہ اور دوسرے یورپی ممالک میں بے حد مقبول ہو رہا ہے۔ ہندوستان تو بڑی حد تک برطانیہ اور امریکہ کی نقالی میں مشہور ہے۔ وہاں بھی بلاسود بینک کاری کے تعلق سے افہام وتفہیم کا سلسلہ آگے بڑھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ من موہن سنگھ بھی اس کو ملک کے لیے مفید سمجھتے ہیں، لیکن عملاً اس کا سلسلہ شروع نہیں ہوا ہے۔ جہاں تک شرعی عدالت کے قیام کا تعلق ہے تو اسلام کے نام سے ہی یہاں کے ناسمجھ لوگوں کو وحشت ہونے لگتی ہے اور بے سمجھے بوجھے اس کی مخالفت شروع ہوجاتی ہے۔ پچھلے دنوں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے شرعی عدالت قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا، لیکن اس اعلان کے ساتھ ہی اس کی مخالفت شروع ہوگئی۔ کہا جانے لگا ہے لیجئے اب ملکی عدالتوں کی موجودگی میں ایک متوازی شرعی عدالت قائم کی جا رہی ہے۔ یہ تو آئین سے متصادم ہے۔ ہزار وضاحت کی گئی کہ اس کی حیثیت دارالقضاۃ کی ہوگی، یہ اس قسم کی عدالت نہیں ہوگی جہاں سارے دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے ہوں گے اور ان فیصلوں کی حیثیت موجودہ ملکی عدالتوں کی طرح ہوگی۔ شرعی عدالت میں مسلمانوں کے عائلی قوانین کی روشنی میں شرعی فیصلہ کیا جائے گا جو شرعاً نافذ العمل تو ہوگا، لیکن اس کی قانونی حیثیت نہیں ہوگی۔ فریقین اس کے فیصلے کو مان بھی سکتے اور نہیں بھی مان سکتے۔ یہ شرعی عدالت فریقین کے عائلی مسائل مثلاً نکاح، طلاق، وراثت، میاں بیوی کے جھگڑے اور اس قسم کے دیگر تنازعات کا حل شریعت کی روشنی میں بتائے گی۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کے بہت سارے تنازعات کورٹ میں جانے سے پہلے حل ہو سکتے ہیں اور عدالت کا بوجھ بھی ہلکا ہو سکتا ہے، لیکن شرعی عدالت کے قیام کا مسئلہ ہنوز تشنہ ہی رہ گیا۔ ضرورت ہے کہ بورڈ کے ذمہ دار برطانیہ کی شرعی عدالت کا جا کر جائزہ لیں کہ اس پر کس طرح عمل درآمد ہو رہا ہے، اس کا تفصیلی مطالعہ کریں اور ہندوستان میں حکومت کو افہام وتفہیم کے ذریعہ اعتماد میں لا کر شرعی عدالتوں کا قیام عمل میں لائیں اور عوام کو اس کی افادیت بتائیں۔ تھک ہار کر نہیں بیٹھنا چاہئے۔

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

(بشکریہ روزنامہ "اسلام")

برکات رمضان المبارک

انجینئر عبدالرزاق اویسی

مرحبا اے ماہِ رمضاں مرحبا — رب کا مہماں گھر ہمارے آگیا
سب دلوں میں آکے تو نے گھر کیا — داخلہ شیطان کا یوں بند کیا
ظاہر و باطن کے جتنے روگ ہیں — ہے ترے ہاتھوں میں ان سب کی شفا
تیری عظمت کا بھلا کیا پوچھنا — تجھ میں نازل ہے کلام اللہ ہوا
ہم گنہ گاروں کے بھی دن پھر گئے — رحمتوں کے جھونکے لایا جانفزا
اجر صائم کا دیا اتنا بڑھا — تنگیِ داماں کا ساماں ہوگیا
ہے تراویح تیرا اِک تحفہ عجیب — صوتِ قرآنی کا گونجے زمزمہ
ہے یہ روزہ ڈھال روزہ دار کی — جو گناہوں سے اسے لے گی بچا
اب دلوں میں وسوسے آتے نہیں — قید کر دیتا ہے شیطاں کو خدا
کھڑکیاں دوزخ کی ہوجاتی ہیں بند — اور در جنت کے ہوجاتے ہیں وا
لے کے آیا "قدر" کی تو ایک شب — ہے صدی کا فاصلہ جس میں چھپا
غور سے پڑھ لو حدیثِ مصطفی ﷺ — جس میں ہے مذکور ارشادِ خدا
روزہ رکھا جس نے بھی میرے لئے — خود ہی دوں گا میں اسے اس کی جزا
بلکہ اس سے بڑھ کے یہ فرمادیا — کہ ہوں میں تو خود ہی روزے کی جزا
تجھ میں اجر نفل ہے مانندِ فرض — اور فرائض کا ملے ستر گنا
معصیت سے جو بھی تھے لتھڑے ہوئے — جھاڑا پونچھا اور اجلا کردیا
رحمت حق کی گھٹائیں چھا گئیں — سب کو پروانہ بخشش مل گیا
صائم و قائم کی بخشش ہوگئی — کس قدر عالی ہے تیرا مرتبہ
رحمتوں کی مچ گئی یوں لوٹ سیل — آنے والا بھر کے دامن گھر گیا
ہوگئیں پُرنور راتیں بھی تِری — تیرے آنے سے اندھیرا چھٹ گیا
حشر کے دن کی کڑی ساعت میں بھی — تو نے ہے ذمہ شفاعت کا لیا
ہر در و دیوار سے آئی اذاں — ہوگئی پُرکیف ساری ہی فضا
برکتوں سے سحر اور افطار کی — یہ جہاں رشکِ ملائک ہوگیا
آگیا دریائے رحمت جوش میں — کوہِ عصیاں کو جو لے جائے بہا
یہ بشارت آپؐ سے ہم کو ملی — اولیں عشرہ ہے رحمت سے بھرا
وسطی عشرے میں ہے روزہ دار کی — بخش دی رب نے گناہوں کی سزا
نارِ دوزخ سے رہائی مل گئی — اس کا ضامن آخری عشرہ ترا
تو اویسی کر نہیں سکتا شمار — کہ ہیں احساں تجھ پہ اس کے بے بہا

بہاولنگر میں پچیس روزہ فہم دین کورس

یکم تا 25 جولائی 2009ء ورچوئل یونیورسٹی کیمپس بہاولنگر میں "25 روزہ فہم دین کورس" کا انعقاد کیا گیا، جسے امیر حلقہ جناب محمد منیر احمد، معتمد حلقہ جناب سجاد سرور اور مقامی ناظم دعوت جناب رضوان عزمی نے نہایت احسن طریقے سے کنڈکٹ کیا۔ مذکورہ کورس بیک وقت بہاول نگر اور ڈونگہ میں مکمل کروایا گیا۔ صبح پونے سات سے پونے نو بجے تک بہاول نگر میں اور بعد نماز مغرب ڈونگہ بونگہ میں۔ تینوں حضرات آدھی رات کے قریب بہاولنگر پہنچ جاتے، مرکز میں رات کا بقیہ حصہ گزارتے اور صبح کو پروگرام Conduct کرنے کے بعد ہارون آباد کے لیے روانہ ہو جاتے اور نماز مغرب سے قبل ڈونگہ بونگہ پہنچ جاتے۔ یہ تسلسل 25 روز جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

مذکورہ کورس میں سورۃ البقرہ کا ترجمہ، تجوید اور احادیث مبارکہ کے تین پیریڈ ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ مختلف دینی موضوعات پر خصوصی لیکچر بھی وقفہ وقفہ سے منعقد ہوتے رہے۔

کورس میں داخلہ کے لیے تقریباً 5 ہزار ہینڈ بلز بہاولنگر شہر میں تقسیم کیے گئے۔ 48 داخلہ فارم واپس جمع کروائے گئے۔ شرکائے کورس کی دلچسپی شروع سے آخر تک قائم رہی۔ بعض دفعہ وقت زیادہ بھی لے لیا جاتا تھا، مگر اس کے باوجود بھی کوئی بے چینی محسوس نہ کی گئی۔ تینوں مدرسین اپنے موضوعات کی وضاحت کے لیے وائٹ بورڈ اور ساؤنڈ سسٹم سے بھی مدد لیتے رہے۔ بجلی بھی مسلسل آنکھ مچولی کھیلتی رہی۔ تمام شرکائے کورس کو چائے بھی پیش کی جاتی تھی۔ کورس کے اختتام پر 15 افراد نے بیعت فارم کے ذریعے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ چھٹی والے دن شرکاء کی تعداد 60 تک بھی پہنچ جاتی تھی۔ آخر میں شرکاء کو تنظیم کا لٹریچر مفت دیا گیا۔ ورچوئل یونیورسٹی کیمپس کی انتظامیہ نے بھی انتہائی تعاون کیا۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (مرتب: محمود اسلم)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے نئے رفقاء کے ساتھ تعارفی نشست

19 جولائی 2009ء بروز اتوار صبح ساڑھے گیارہ بجے دفتر حلقہ پنجاب پوٹھوہار گوجر خان میں تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کی امیر حلقہ مشتاق حسین سے باہمی تعارف کے حوالے سے ایک نشست ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ امیر حلقہ نے پروگرام میں شامل ہونے والے رفقاء کو خوش آمدید کہا۔ رفقاء کے تفصیلی تعارف کے بعد اسد اسحاق نے تنظیم اسلامی کا تفصیلی تعارف کرایا۔ اس کے بعد بانئ محترم اور امیر محترم کے بارے میں مشتاق حسین نے وضاحت کی۔ دینی فرائض کا جامع تصور وائٹ بورڈ کے ذریعے فاروق حسین نے واضح کیا۔ بیعت اور جماعت کی اہمیت بھی فاروق حسین نے واضح کی۔ تنظیمی ڈھانچہ وائٹ بورڈ کی مدد سے نعیم اکرم نے سمجھایا۔ اس کے بعد ایک رفیق کی بنیادی ذمہ داریوں پر عثمان فاروق نے گفتگو کی۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ کھانے اور نماز کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام میں 21 رفقاء نے شرکت کی۔ (رپورٹ: رفقین تنظیم)

تنظیم اسلامی ملتان شہر کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری

25 جولائی 2009ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب تنظیم اسلامی ملتان شہر کی ماہانہ شب بیداری کا پروگرام ہوا۔ رفقاء تنظیم نے مغرب کی نماز قرآن اکیڈمی میں ادا کی۔

پروگرام کا آغاز بانئ محترم کے خطاب (بذریعہ ویڈیو کیسٹ) نفاذ شریعت کیا، کیوں اور کیسے؟ سے ہوا۔ انہوں نے کیا، کیوں اور کیسے کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ شریعت کو نافذ کریں۔ انہوں نے وطن عزیز پر آئی ہوئی آفات اور کڑی آزمائشوں کی وجوہات بیان کیں نیز نفاذ شریعت کو نہ صرف پاکستان بلکہ تمام مسلم دنیا کے روشن مستقبل کے لیے واحد اور موثر حل بتایا۔

رمضان المبارک کے دوران

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام
دورۂ ترجمہ قرآن / خلاصہ مضامین کے پروگراموں کی تفصیل

نمبر شمار	مدرس	مقام
1	خالد محمود عباسی	جامع مسجد گلزار قائد، راولپنڈی
2	علاؤالدین خان	صدیق پبلک سکول سکس روڈ، راولپنڈی
3	اشتیاق حسین	گلی نمبر A-24 مسجد الہدیٰ پیپلز کالونی، راولپنڈی
4	عبداللہ صاحب	طوبیٰ مسجد شیر زمان کالونی لالہ زار، راولپنڈی
5	نوید احمد عباسی	جامع مسجد قبا، ماڈل ٹاؤن، ہمک
6	ثاقب الطاف	مکان نمبر 3، گلی نمبر 34، کورنگ ٹاؤن، اسلام آباد
7	خالد محمود	فلیٹ نمبر 2، بلاک نمبر 21، I-8/1، اسلام آباد
8	محمد اویس چیمہ	جامع مسجد دیوان عمر فاروق F-10 مرکز، اسلام آباد

شائقین علوم قرآنی کے لیے خوشخبری

ماہ رمضان کی راتیں قرآن کے ساتھ بسر کرنے کا بہترین موقع!

الحمدللہ یکم رمضان المبارک سے

مسجد جامع القرآن **قرآن اکیڈمی**

36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور میں

بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

نائب ناظم اعلیٰ زون شرقی پاکستان

تراویح کے درمیانی وقفوں کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن اور مختصر تشریح کے پروگرام کا آغاز کر چکے ہیں

خواتین کے لیے شرکت کا باپردہ اہتمام ہے

نوٹ: نماز عشاء ٹھیک ساڑھے نو بجے کھڑی ہو جاتی ہے

مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور

36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور، فون: 3-042-35869501

بعد نمازِ عشاء امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر جام عابد حسین نے بذریعہ بلیک بورڈ "دین ہماری ضرورت ہے" کے عنوان سے مذاکرہ کروایا، جس میں رفقاء و احباب نے بھی حصہ لیا۔ مذاکرے میں انہوں نے اسلام کا معاشی، معاشرتی، سیاسی اور سماجی نظام علیحدہ علیحدہ بیان کیے۔ رات ساڑھے گیارہ بجے اجتماعی کھانا ہوا، اور دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں رفقاء سمیت 60 افراد شریک ہوئے۔ (رپورٹ: ناصر انیس خان)

تنظیم اسلامی ملتان شہر کا ماہانہ ایک روزہ پروگرام

26 جولائی بروز اتوار تنظیم اسلامی ملتان شہر کا ایک روزہ پروگرام منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے لیے 26 جولائی کی رات کو 9 رفقاء قرآن اکیڈمی میں پہنچ گئے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز نمازِ فجر کے بعد جام عابد حسین امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر کے درسِ قرآن سے ہوا۔ درس کا موضوع "فکرِ آخرت" تھا۔ آٹھ بجے ناشتہ دیا گیا۔ پونے نو بجے پروگرام دوبارہ شروع ہوا۔ غلام مصطفیٰ نائب نقیب اسرہ قرآن اکیڈمی نے درسِ حدیث دیا۔ عنوان تھا "مسلمان آپس میں رحم دل اور کفار کے لیے سخت ہیں" نو بجے بانی محترم کا خطاب بعنوان "حزب اللہ کے اوصاف" بذریعہ ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا۔ خطاب میں واضح کیا گیا کہ اقامت دین کی جدوجہد میں کام کرنے والے کارکنوں کے خدوخال کیا ہونے چاہئیں۔ بتایا گیا کہ ایک بندۂ مومن کا اصل نصب العین رضائے الٰہی کا حصول اور محاسبۂ اُخروی میں کامیابی ہے۔ اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لیے قرآن حکیم اور سنت و سیرت رسولؐ سے ہمیں دین کے تقاضوں اور مطالبوں کی صورت میں دینی فرائض اور ان کے لوازم کا ایک مکمل خاکہ ملتا ہے۔

10 بجے مقامی امیر تنظیم نے رفقاء سے تنظیمی امور پر مشاورت کی۔ پونے گیارہ بجے ڈاکٹر ارسلان نقیب اسرہ نشتر ہسپتال نے مسنون دعائیں یاد کروائیں، انہوں نے کہا کہ ایک روزہ پروگرام رفقاء کی تربیت کے لیے منعقد کیا جاتا ہے۔ رفقاء اس سے بھرپور استفادہ کریں اور اس ایک روزہ پروگرام میں دوسرے ساتھیوں کو بھی لے کر آئیں۔ آمین۔ پونے بارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام میں 10 رفقاء شریک ہوئے۔

(رپورٹ: ناصر انیس)

دعائے مغفرت کی اپیل

- مقامی تنظیم سیالکوٹ کے ناظم تربیت حافظ نعیم صفدر بھٹہ کی خالہ وفات پا گئیں
- ملتزم رفیق زاہد بابر کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا
- مبتدی رفیق احسان اختر، عمران اختر اور محمد علی اختر کے والد محترم انتقال کر گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ قارئین ندائے خلافت سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

ماہ رمضان المبارک کے دوران

شہر کراچی میں دورۂ ترجمۂ قرآن کے پروگراموں کے مقامات

نمبر شمار	ایریا	مقام	مترجم و مدرس
نماز تراویح کے ساتھ			
1	ڈیفنس فیز 6	مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، خیابانِ راحت، درخشاں	عامر خان
2	فیڈرل بی ایریا	قرآن اکیڈمی یاسین آباد، بلاک 9، فیڈرل "بی" ایریا	محمد نعمان
3	سوسائٹی	گلستانِ انیس کلب، نزد دل پارک چورنگی، مین شہید ملت روڈ	حافظ نوید احمد
4	نارتھ ناظم آباد	گھانچی کمپلیکس، نزد یخ حسن	شجاع الدین شیخ
5	گلشن اقبال	فاران کلب، نزد نیشنل اسٹیڈیم، بالمقابل مشرق سینٹر	راشد حسین
6	گلستانِ جوہر	چاندنی لان، نزد کانٹی نینٹل بیکری، گلستان جوہر	اعجاز لطیف
7	لانڈھی	قرآن مرکز، نزد رضوان سوسائٹی، ایریا 37/D، لانڈھی	انجینئر نعمان اختر
8	شاہ فیصل کالونی	لعل ماسٹر اسکول، آصف آباد، گرین ٹاؤن	جمیل احمد
9	شاہ فیصل/ملیر	برائٹ وے اکیڈمی، ماڈل کالونی، نزد ربانی مسجد ماڈل کالونی ریلوے اسٹیشن	سید سعد اللہ خان
10	کورنگی	قرآن اکیڈمی کورنگی، متصل جامع مسجد طیبہ، سیکٹر A-35، زمان ٹاؤن، کورنگی 4	مفتی طاہر عبداللہ صدیقی
نماز تراویح کے بعد			
1	گلزار ہجری	قرآن مرکز، R-20، پاپولیشن فاؤنڈیشن، فیز 2، KDA اسکیم 33	نوید جزل
2	نیو کراچی	مسجد معارف شریعہ، سرجانی ٹاؤن، KDA اسٹاپ	طارق امیر پیرزادہ
3	نارتھ ناظم آباد	جامع مسجد شادمان ٹاؤن	اویس پاشا
4	اولڈ سٹی	مسلم جیم خانہ، بالمقابل پولو گراؤنڈ، متصل شاہین کمپلیکس	ڈاکٹر الیاس
5	گلستانِ جوہر	سالکین بسیرا، بلاک 14، نزد ڈگری کالج	حافظ عبدالباسط
6	اورنگی ٹاؤن	مکان نمبر 174، بلاک J-1، سیکٹر F-4، مجاہد کالونی، اورنگی	محمد رضوان
7	بنوری ٹاؤن	PIB لان (بس روٹ نمبر 8 کا آخری اسٹاپ)، پیر کالونی	انجینئر فیصل منظور
8	ڈیفنس	مکان نمبر 5/B، متصل CALTEX پمپ، کورنگی سروس روڈ، ڈیفنس فیز 1	انجینئر عثمان

(درج بالا پروگراموں میں خواتین کے لیے شرکت کا باپردہ اہتمام ہے)

مزید تفصیلات کے لئے رابطہ فرمائیں: 6311223, 4306041، 5340022-3

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم اے انگلش، گورنمنٹ کالج میں لیکچرر کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 042-35869212

دعائے صحت کی اپیل

مبتدی رفیق راجہ طاہر غفور روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ رفقاء و احباب اور قارئین ندائے خلافت سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا
زناری برگساں نہ ہوتا
ہیگل کا صدف گہر سے خالی
ہے اس کا طلسم سب خیالی
محکم کیسے ہو زندگانی؟
کس طرح خودی ہو لازمانی؟
آدم کو ثبات کی طلب ہے
دستورِ حیات کی طلب ہے
دنیا کی عشا ہو جس سے اشراق
مومن کی اذاں ندائے آفاق!

علامہ اقبال سے ایک سیّد زادے نے فلسفیانہ گفتگو کے دوران یورپ کے بعض فلاسفر کے افکار پر پسندیدہ باتیں کی تھیں۔ اقبال نے اس گفتگو کے اثر کے تحت اس کے لیے خصوصاً اور دوسرے مغربی فلسفیوں کے اثرات قبول کرنے والوں کے لیے عموماً یہ نظم لکھی ہے۔

1۔ اے سیدزادے! تو برگساں کا پرستار اور اُس کے افکار کا گرویدہ ہے۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ تُو خودی سے بیگانہ ہے۔
(برگساں اُنیسویں صدی کا ایک فرانسیسی فلسفی جو عقل کے مقابلے میں وجدان کا قائل تھا، لیکن وہ خدا کا قائل نہ تھا)

2۔ اور تُو ہیگل سے بھی متاثر ہے۔ وہ تو افلاطونی باتیں زیادہ کرتا ہے اور شیروں کو گوسفندی (بھیڑ بننا) سکھاتا ہے۔ اُس کا سیپ بھی موتی سے خالی ہے۔ اُس کا تجھ پر خیالی جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ اس جادو سے نکل آ۔

3۔ اصل بات یہ سمجھنے کی ہے کہ آدمی کی زندگی مضبوط کیسے بنے اور اُس کی خودی زمانے کی حدود و قیود سے کیسے آزاد ہو۔ ان باتوں کا جواب نہ برگساں کے پاس ہے اور نہ ہیگل کے پاس۔ آخر تو کیوں اُس کے جادو کا اسیر ہے؟ ان دونوں کے اثرات سے نجات پا کر خود کو پہچان۔

4۔ آدمی تو چاہتا ہے کہ اُسے استحکام نصیب ہو۔ اُسے زندگی کا ایک ایسا طریقہ یا دستور العمل ہاتھ آئے جس سے اُس کی زندگی صحیح طور پر بسر ہو۔ تیری اس طلب کو یہ فلسفی پورا نہیں کر سکتے (اسے صرف اسلام اور قرآن پورا کر سکتا ہے)

5۔ جس عمل سے دنیا کی تاریکی چھٹ کر روشنی پیدا ہو سکتی ہے، وہ ان فلسفیوں کے افکار میں نہیں، بلکہ مومن کی ہمہ گیر اور عالمگیر اذان کی آواز میں ہے، جس میں اللہ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا ذکر ہے۔ (جاری ہے)

رمضان المبارک کے دوران

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب وسطی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

نمبر شمار	مقام	مترجم و مدرس
	نماز تراویح کے ساتھ	
1	قرآن اکیڈمی جھنگ	انجینئر مختار فاروقی (امیر حلقہ)
	نماز تراویح کے بعد	
2	جامع مسجد دھجی روڈ جھنگ صدر	مفتی عطاء الرحمٰن (خطیب جامع القرآن، قرآن اکیڈمی جھنگ)
3	جامع مسجد ہاؤسنگ کالونی لیہ	چودھری صادق علی، امیر مقامی تنظیم لیہ
4	مسجد گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول، جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ	پروفیسر خلیل الرحمٰن نائب ناظم اعلیٰ، وسطی پاکستان
	بعد نماز ظہر	
5	الہدیٰ لائبریری ٹوبہ ٹیک سنگھ	دورہ ترجمہ قرآن بذریعہ ویڈیو محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ

روزہ اور رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت سے آگاہی
اور عظمتِ انسان سے واقفیت کے لئے
بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ
کے دو کتابچے ---- خود پڑھیے اور احباب کو تحفتاً پیش کیجیے:

①
عظمتِ صوم
حدیث قدسی فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ کی روشنی میں
قیمت: اشاعت خاص -/20 روپے اشاعت عام -/12 روپے

②
عظمتِ صیام وقیامِ رمضان مبارک
اشاعت خاص -/20 روپے

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I&II)

میں داخلے کے لیے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ طلبہ کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے کورسز کو دو' دو سمسٹرز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف ونحو
2. ترجمہ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی ونحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
4. قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی (منتخب درسِ قرآن)
5. تجوید وحفظ
6. مطالعہ حدیث
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعہ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان وادب
9. عالم اسلام اور احیائی تحریکیں: (ایک تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ)
10. اضافی محاضرات

نوٹ: پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے۔

کورسز کے تفصیلی پراسپکٹس درج ذیل پتہ سے حاصل کریں:

ناظم شعبہ تدریس

قرآن اکیڈمی

36-K ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-35869501

email:irts@tanzeem. org